عقیدہ
اہل السنۃ والجماعۃ

تالیف
فضیلۃ الشیخ محمد الصالح العثیمین حفظہ اللہ

محمد صدیق کرنانی
سکریٹری سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیۃ منزل بربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۱۰ کشمیر

عقیدہ

اهل السنة والجماعة

تألیف

فضیلۃ الشیخ محمد الصالح العثیمین حفظہ اللہ

محمد صدیق کرنائی
سکریٹری سافیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیۃ منزل، بربرشاہ، سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

مفت برائے تقسیم

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایک دردمندانہ گزارش

آج الحاد اور خدا فراموشی کا ایک پرفتن دور ہے روحانی اور اخلاقی قدروں کو پامال کیا جارہا ہے۔ انسان جو اشرف المخلوق تھا ارذل المخلوق بنا ہے۔ زن، زر اور زمین کے لالچ نے انسان کو انسان کا شکاری بنادیا ہے۔ ایٹم بموں میزائلوں اور کیمیاوی ہتھیاروں کے موجدوں نے خون انسانی کو ارزاں کردیا ہے۔ اس پر تعجب کی بات یہ کہ یہی الحاد پسند اور سفاک دنیا کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لئے یہ کہتے پھرتے ہیں کہ دنیا میں کوئی جھگڑا، نزاع اور اختلاف ہے تو وہ صرف مذہب کی وجہ سے ہے اس لئے مذہب کو دنیا سے ختم کیا جانا ضروری ہے اس مکروہ پروپیگنڈے کا سب سے بڑا ہدف ونشانہ اسلام کو بنایا جارہا ہے اس اسلام کو جو پوری انسانیت کے لئے امن وسلامتی کا پیغامبر ہے جس اسلام کا پیغمبر رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جس نے اس ٹریجڈی کے علاوہ دوسری الم انگیز بات یہ ہے کہ مسلمان اپنے دین ومذہب سے بے اعتنائی برت رہا ہے۔ سنت رسول اللہ جس پر اسلام کی پوری عمارت کھڑی ہے، سے انحراف کررہا ہے۔ خصوصاً ہماری نئی نسل جو جدید تعلیم سے آراستہ ہورہی ہے لادینی افکار ونظریات سے متاثر ہوکر ننگ اسلام بن رہی ہے۔ ایسے حالات میں قرآن وسنت کی تعلیمات کو عام کرنے کی کس درجہ ضرورت ہے محتاج بیان نہیں سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ کا قیام اسی لئے عمل میں لایا گیا ہے تاکہ اس کے ذریعہ ایسا لٹریچر فراہم کیا جائے جو نہ صرف مسلمانوں کے لئے بلکہ پوری انسانیت کیلئے باعث ہدایت ورحمت ہو۔ خالق ومخلوق کے تعلقات کو استوار کرکے الحاد زندقہ شرکیات وبدعات، ظلم وناانصافی، فحاشی وعریانی اور دوسری برائیوں کے زہر کو زائل کرنے میں مؤثر ثابت ہو۔ حق تعالیٰ شانہ ہمیں اس نیک مقصد میں کامیابی عطا فرمائے۔

سلفیہ مسلم ایجوکیشنل اینڈ ریسرچ ٹرسٹ جموں وکشمیر
جمعیۃ منزل، بربرشاہ سری نگر ۱۹۰۰۰۱ کشمیر

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم۔ وبعد،

قارئین محترم! فضیلۃ الشیخ محمد الصالح العثیمین حفظہ اللہ تعالیٰ کے رسالہ "عقیدۃ اہل السنۃ والجماعۃ" کا اردو ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔ شیخ موصوف نے اس میں حدیثِ جبریل میں مذکور اصولِ ایمان کی تشریح و توضیح فرمائی ہے، اس ضمن میں عقیدے کے اکثر مسائل ثبت پیرائے میں مرتب فرمائے ہیں۔ طرزِ نگارش نہایت سادہ اور عام فہم ہے، اسلوبِ بیان بڑا آسان اور دلکش ہے۔ اور موضوع سے متعلقہ بیشتر مسائل کا احاطہ کرنے کے باوجود اختصار کا سررشتہ ہاتھ سے چھوٹنے نہیں پایا۔

اللہ رب العزت اسے اپنے بندوں کے لیے ہدایت کا باعث بنائے مصنف موصوف کو جزائے خیر سے نوازے۔

اور ہم سب کے لیے ذخیرۂ آخرت بنائے، جس دن

"لَا يَنفَعُ مَالٌ وَلَا بَنُونَ ۝ إِلَّا مَنْ أَتَى اللَّهَ بِقَلْبٍ سَلِيمٍ ۝" ۲۶/۸۹،۸۸

مال اور بیٹے فائدہ نہیں دیں گے مگر اسے جو قلبِ سلیم لے کر حاضر ہوا۔

اور جس دن

"يَفِرُّ الْمَرْءُ مِنْ أَخِيهِ ۝ وَأُمِّهِ وَأَبِيهِ ۝ وَصَاحِبَتِهِ وَبَنِيهِ ۝" ۸۰/۳۴-۳۵-۳۶

انسان اپنے بھائی، اپنی ماں، اپنے باپ، اپنی بیوی اور اپنے بیٹوں سے بھاگ نکلے گا۔

مقدمہ

از :- فضیلۃ الشیخ عبدالعزیز بن عبداللہ بن باز حفظہ اللہ تعالیٰ

الحمد للہ وحدہ والصلوٰۃ والسلام علی من لا نبی بعدہ وعلی آلہ و صحبہ۔ اما بعد:

میں عقیدے کی اس قابل قدر اور مختصر کتاب پر مطلع ہوا جسے ہمارے بھائی فضیلۃ الشیخ العلامۃ محمد بن صالح العثیمین نے جمع کیا ہے۔ میں نے پوری کتاب سنی تو اسے توحید باری تعالیٰ اور اس کے اسماء وصفات، ملائکہ، کتب سماویہ، رسل اللہ، یوم آخرت اور تقدیر کے خیر وشر پر ایمان کے ابواب میں اہل السنۃ والجماعۃ کے عقائد کا جامع انداز میں بہترین پایا۔ بلاشبہ مصنف نے بڑی عمدگی سے اسے جمع کیا اور کارآمد بنایا، اس میں وہ تمام مسائل جمع کر دیے ہیں جو ایک طالب علم اور عام مسلمان کو اللہ کی ذات، اس کے فرشتوں، کتابوں، رسولوں، آخرت کے دن اور تقدیر کے خیر وشر پر ایمان کے سلسلے میں درپیش ہوں۔ نیز اس کے ساتھ بعض ایسی بے حد مفید باتیں بھی ذکر کر دی ہیں جن کا عقیدے سے تعلق ہے اور وہ عقیدے کی بڑی بڑی کتابوں میں بھی نہیں ملتیں۔

اللہ تعالیٰ انہیں جزائے خیر سے نوازے اور مزید علم وہدایت نصیب فرمائے، اس کتاب کو اور ان کی دیگر تمام مؤلفات کو نافع ومفید بنائے۔

اللہ مؤلف محترم، ہمیں اور ہمارے تمام بھائیوں کو حق وصواب کی طرف راہنمائی کرنے والے ہدایت یافتہ لوگوں میں شامل فرمائے جو علی وجہ البصیرۃ اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے ہیں۔ بلاشک وہ سننے والا قریب ہے۔

وصلی اللہ وسلم علی نبینا محمد وآلہ وصحبہ۔

الفقیر الی اللہ عبدالعزیز بن عبداللہ
ابن باز سامحہ اللہ۔ الرئیس العام
لادارات البحوث العلمیۃ والافتاء والدعوۃ والارشاد
الریاض

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والعاقبۃ للمتقین ولاعدوان الاعلی الظالمین واشھد ان لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ الملک الحق المبین واشھد ان محمدا عبدہ ورسولہ خاتم النبیین وامام المتقین صلی اللہ علیہ وعلی الہ واصحابہ ومن تبعھم باحسان الی یوم الدین۔ اما بعد۔

اللہ رب العزت نے اپنے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ تمام اہل جہان کے لیے رحمت، عمل کرنے والوں کے لیے نمونہ اور لوگوں پر حجت بنا کر مبعوث فرمایا، آپ کی ذات گرامی اور آپ پر نازل کردہ کتاب و حکمت کے ذریعے اللہ تعالی نے وہ سب کچھ بیان فرما دیا جس میں بندوں کے لیے بھلائی اور ان کے دینی و دنیوی امور کی استقامت ہے۔

جیسے صحیح عقائد، درست اعمال، عمدہ اخلاق اور بلند پایہ آداب وغیرہ۔

اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کو روشن اور صاف راستہ پر چھوڑ کر گئے ہیں، جس کی رات بھی دن کی طرح روشن ہے۔ صرف ہلاکت اختیار کرنے والا شخص ہی اس راستے سے بھٹک سکتا ہے۔

پھر آپ کی امت کے وہ افراد اس راستے پر گامزن رہے جنہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر لبیک کہا، وہ صحابہ کرام، تابعین عظام کی تمام مخلوق میں سے چیدہ برگزیدہ جماعت تھی اور وہ لوگ جنہوں نے خوش اسلوبی سے ان کی پیروی کی، شریعت کو لے کر اٹھے سنت رسول کو مضبوطی سے تھامے رکھا، عقیدہ، عبادت اور اخلاق و آداب میں اسے پوری طرح اپنایا، اور یہی حضرات وہ مبارک جماعت قرار پائے جو ہمیشہ سے حق پر قائم ہے۔ ان کی مخالفت کرنے والے اور انہیں رسوا کرنے والے انہیں کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتے تا آنکہ قیامت برپا ہو جائے گی اور وہ اسی شریعت پر رواں دواں ہوں گے

اور ہم بھی ـــ الحمد للہ ـــ انہی کے نقشِ قدم پر چل رہے ہیں اور ان کے طرزِ عمل کو ـــ جس کی کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے تائید ہوتی ہے ـــ اپنائے ہوئے ہیں، ہم تحدیثِ نعمت کے طور پر اور یہ بیان کرنے کے لیے اس کا ذکر کر رہے ہیں کہ ہر مومن کو اس طریقے پر کاربند رہنا ضروری ہے۔

اور ہم اللہ کے حضور دست بدعا ہیں کہ وہ ہمیں اور ہمارے مسلمان بھائیوں کو دنیا و آخرت میں کلمہ طیبہ پر ثابت قدم رکھے اور ہمیں اپنی رحمت سے نوازے۔ بلاشبہ وہ بہت نوازشیں فرمانے والا ہے۔

میں نے اس موضوع کی اہمیت اور عقیدے کے بارے میں لوگوں کی منتشر اور متفرق خواہشات کے پیشِ نظر بہتر سمجھا کہ اہل السنۃ والجماعۃ کا عقیدہ جس پر ہم عمل پیرا ہیں بالاختصار قلمبند کروں اور وہ عقیدہ اللہ رب العزت، اس کے ملائکہ، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، روزِ قیامت اور تقدیر کی بھلائی و برائی پر ایمان لانے کا نام ہے۔

میں اللہ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ اس کام کو خالصتاً اپنی ذات کے لیے کرنے کی توفیق بخشے، اسے پسندیدہ اعمال کے مطابق بنائے اور اپنے بندوں کے لیے سودمند کرے۔ آمین یارب العالمین

فصل اوّل

ہمارا عقیدہ

ہمارا عقیدہ:

اللہ عزوجل، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، آخرت کے دن اور تقدیر کی برائی بھلائی پر ایمان لانا۔

اللہ پر ایمان مفصّل کا بیان:

پس ہم اللہ کی ربوبیت پر ایمان لاتے ہیں یعنی صرف وہی پالنے والا، پیدا کرنے والا، بادشاہ (ہر شئے کا مالک) اور تمام امور کی تدبیر کرنے والا ہے، اور ہم اللہ تعالیٰ کی الوہیت پر ایمان لاتے ہیں۔ یعنی صرف وہی معبودِ برحق ہے۔ اس کے علاوہ ہر معبود باطل ہے اور اللہ تعالیٰ کے ناموں اور اس کی صفات پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ یعنی اچھے سے اچھے نام سب اسی کے لیے ہیں اور ان اوصاف ہیں اس کی وحدانیت پر بھی ہمارا ایمان ہے یعنی اس کی ربوبیت، الوہیت اور اسماء وصفات میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

" رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا
فَاعْبُدْهُ وَاصْطَبِرْ لِعِبَادَتِهٖ هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا " ۱۹/۶۵

(وہ) آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے ، سب کا پروردگار ہے تو اسی کی عبادت کرو اور اسی کی عبادت پر ثابت قدم رہو۔ کیا تم کوئی اس کا ہم نام جانتے ہو ؟

ہمارا ایمان ہے کہ :-

" اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَۚ اَلْحَيُّ الْقَيُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ۚ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۗ مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ۗ يَعْلَمُ مَا بَيْنَ اَيْدِيْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا يُحِيْطُوْنَ بِشَيْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖٓ اِلَّا بِمَا شَاۗءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِيُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا يَـــُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ " ۲/۲۵۵

اللہ (وہی معبود برحق ہے) اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ، زندہ ہمیشہ قائم رہنے والا ، اسے نہ اونگھ آتی ہے اور نہ نیند ، جو کچھ آسمانوں میں اور جو کچھ زمین میں ہے۔ سب اسی کا ہے۔ کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔ جو کچھ لوگوں کے روبرو (ہو رہا) ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے (ہو چکا) ہے۔ وہ سب جانتا ہے۔ اور وہ اس کے علم میں سے کسی چیز پر دسترس حاصل نہیں کر سکتے ، ہاں جس قدر وہ چاہتا ہے

(اسی قدر معلوم کرا دیتا ہے) اس کی کرسی نے آسمانوں اور زمین کو گھیرے میں لے رکھا ہے اور اسے ان کی حفاظت دشوار نہیں اور وہ بڑا بلند و بالا اور صاحب عظمت ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ۔

"هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ۔ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ اَلْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ۔ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِكُوْنَ۔ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ هُوَ الْعَزِیْزُ الْحَكِیْمُ" ۲۲-۲۳-۲۴/۵۹

وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود (برحق) نہیں۔ پوشیدہ اور ظاہر کا جاننے والا ہے۔ وہ بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔ وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں، (حقیقی) بادشاہ (ہر عیب سے) پاک ذات، سالم، امن دینے والا، نگہبان، غالب، زبردست، بڑائی والا، لوگ جو شریک مقرر کرتے ہیں۔ اللہ اس سے پاک ہے۔ وہی اللہ (تمام مخلوقات کا) خالق، ایجاد و اختراع کرنے والا، صورتیں بنانے والا، سب اچھے سے اچھے نام اسی کے ہیں۔ آسمانوں میں اور زمین میں جتنی چیزیں ہیں۔ سب اس کی تسبیح کرتی ہیں اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:-

آسمانوں اور زمین کی بادشاہی صرف اسی کے لیے ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ

ہے: "یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ۚ یَهَبُ لِمَنْ یَشَآءُ اِنَاثًا وَّیَهَبُ لِمَنْ

یَّشَآءُ الذُّكُوْرَ ۙ اَوْ یُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَیَجْعَلُ مَنْ

یَّشَآءُ عَقِیْمًا ۚ اِنَّهٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ" ٤٩-٥٠/٤٢

وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں دیتا ہے اور

جسے چاہتا ہے بیٹے بخشتا ہے یا ان کو بیٹے اور بیٹیاں دونوں عنایت فرماتا

ہے، اور جسے چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے۔ بلاشبہ وہ جاننے والا (اور)

قدرت والا ہے۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ:-

"لَیْسَ كَمِثْلِهٖ شَیْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ ۙ لَهٗ مَقَالِیْدُ

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ یَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ یَّشَآءُ وَیَقْدِرُ ۚ اِنَّهٗ

بِكُلِّ شَیْءٍ عَلِیْمٌ" (١١، ١٢/٤٢)

اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب دیکھنے والا، سننے والا ہے، آسمانوں

اور زمین کی کنجیاں اسی کے پاس ہیں۔ وہ جس کے لیے چاہتا ہے رزق فراخ کر

دیتا ہے اور (جس کے لیے چاہتا ہے) تنگ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ

ہر شے سے واقف ہے۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ:-

"وَمَا مِن دَابَّةٍ فِي الْأَرْضِ إِلَّا عَلَى اللَّهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۚ كُلٌّ فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ ۝ ١١/٦

زمین پر کوئی چلنے پھرنے والا نہیں مگر اس کا رزق اللہ کے ذمے ہے اور وہ جہاں رہتا ہے اسے بھی جانتا ہے اور جہاں سونپا جاتا ہے اسے بھی، یہ سب کچھ کتاب روشن میں (لکھا ہوا) ہے۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ :-

"وَعِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ۚ وَمَا تَسْقُطُ مِن وَرَقَةٍ إِلَّا يَعْلَمُهَا وَلَا حَبَّةٍ فِي ظُلُمَاتِ الْأَرْضِ وَلَا رَطْبٍ وَلَا يَابِسٍ إِلَّا فِي كِتَابٍ مُّبِينٍ"

٦/٥٩

اور اس کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جن کو اس کے سوا کوئی نہیں جانتا اور اسے خشکی اور سمندر کی تمام چیزوں کا علم ہے اور کوئی پتا نہیں جھڑتا مگر وہ اس کو جانتا ہے اور زمین کے اندھیروں میں کوئی دانہ اور کوئی ہری اور سوکھی چیز نہیں مگر وہ کتاب روشن میں (لکھی ہوئی) ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ۔

"إِنَّ اللَّهَ عِندَهُ عِلْمُ السَّاعَةِ ۚ وَيُنَزِّلُ الْغَيْثَ ۚ وَيَعْلَمُ مَا فِي الْأَرْحَامِ ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا ۖ وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ بِأَيِّ أَرْضٍ تَمُوتُ ... الآية ٣١/٣٤

بلاشبہ اللہ ہی کے پاس قیامت کا علم ہے۔ اور وہی (مایوسی کے بعد) مینہ برساتا ہے، اور جو کچھ (حاملہ کے) رحم میں ہے۔ اس کی حقیقت کو وہی جانتا ہے اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کام کرے گا اور کوئی متنفس نہیں جانتا کہ کس سرزمین میں اسے موت آئے گی۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ۔

اللہ تعالیٰ جو چاہے، جب چاہے اور جیسے چاہے کلام کرتا ہے۔

"وَكَلَّمَ اللّٰهُ مُوْسٰى تَكْلِيْمًا" ۴/۱۶۴

اور اللہ نے موسیٰؑ سے کلام کیا۔

"وَلَمَّا جَآءَ مُوْسٰى لِمِيْقَاتِنَا وَكَلَّمَهٗ رَبُّهٗ" ۷/۱۴۳

اور جب موسیٰ علیہ السلام ہمارے مقررہ وقت پر (کوہ طور پر) آئے اور ان کے پروردگار نے ان سے کلام فرمایا۔

"وَنَادَيْنٰهُ مِنْ جَانِبِ الطُّوْرِ الْاَيْمَنِ وَقَرَّبْنٰهُ نَجِيًّا" ۱۹/۵۲

اور ہم نے ان کو طور کی دائیں جانب سے پکارا اور سرگوشی کرنے کے لیے قریب بلایا۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ؛

"لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ" الآیۃ ۱۸/۱۰۹

اگر سمندر میرے پروردگار کی باتوں کے (لکھنے کے) لیے سیاہی ہو تو قبل اس کے کہ میرے پروردگار کی باتیں تمام ہوں سمندر ختم ہو جائے۔

"وَلَوْ اَنَّ مَا فِي الْاَرْضِ مِنْ شَجَرَةٍ اَقْلَامٌ وَّالْبَحْرُ يَمُدُّهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ سَبْعَةُ اَبْحُرٍ مَّا نَفِدَتْ كَلِمٰتُ اللّٰهِ۔ اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ" ۳۱/۲۷

اگر یوں ہو کہ زمین میں جتنے درخت ہیں (سب کے سب) قلم ہوں اور سمندر (کا تمام پانی) سیاہی ہو، اس کے بعد سات سمندر اور (سیاہی) ہو جائیں تو اللہ کی باتیں ختم نہ ہوں۔ بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:-

اللہ کے کلمات خبروں میں صداقت، احکام میں عدل و انصاف اور باتوں میں حسن و جمال کے اعتبار سے تمام کلمات سے بڑھ کر اکمل و اتم ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"وَتَمَّتْ كَلِمَتُ رَبِّكَ صِدْقًا وَّعَدْلًا" الآية۔ ۶/۱۱۶

اور تمہارے پروردگار کی باتیں سچائی اور انصاف میں پوری ہیں۔

نیز فرمایا:

"وَمَنْ اَصْدَقُ مِنَ اللّٰهِ حَدِيْثًا" ۴/۸۷

اور اللہ سے بڑھ کر بات کا سچا کون ہے؟

اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ قرآن کریم اللہ کا کلام ہے۔ یقیناً اس نے

وہ کلام کیا ہے اور جبریل پر القا فرمایا۔ پھر جبریل علیہ السلام نے اسے آنحضرتؐ کے قلب مبارک پر اتارا۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ نَزَّلَهُ رُوحُ الْقُدُسِ مِنْ رَبِّكَ بِالْحَقِّ ۝ الآیۃ ۱۶/۱۰۲

کہہ دیجیے اس کو روح القدس تمہارے پروردگار کی طرف سے سچائی کے ساتھ لے کر نازل ہوئے ہیں۔

وَإِنَّهُ لَتَنْزِيلُ رَبِّ الْعَالَمِينَ نَزَلَ بِهِ الرُّوحُ الْأَمِينُ عَلَىٰ قَلْبِكَ لِتَكُونَ مِنَ الْمُنْذِرِينَ بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُبِينٍ ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۴، ۲۶/۱۹۵

اور یہ (قرآن) پروردگار کا اتارا ہوا ہے۔ روح الامین اس کو لے کر اترا ہے (اس نے) تمہارے دل پر (القا کیا ہے) تاکہ تم (لوگوں کو) ڈرانے والوں میں سے ہو جاؤ۔ (اور القا بھی) فصیح عربی زبان میں کیا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی ذات و صفات میں مخلوق سے بلند و بالا ہے۔ اس نے خود ارشاد فرمایا:-

وَهُوَ الْعَلِيُّ الْعَظِيمُ ۝ ۲/۵۵

وہ بلند و بالا، عظمت والا ہے۔

نیز فرمایا:-

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِ وَهُوَ الْحَكِيمُ الْخَبِيرُ ۝ ۶/۱۸

اللہ اپنے بندوں پر غالب ہے اور وہ حکیم و خبیر ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ،

إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ ۱۰/۳

تمہارا پروردگار اللہ ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو چھ دن میں بنایا پھر عرش پر مستوی ہوا۔ وہی ہر کام کا انتظام کرتا ہے۔

اور اللہ کے عرش پر مستوی ہونے کا معنی یہ ہے کہ وہ بذاتہٖ اس پر بلند و بالا ہوا جیسی بلندی اس کی عظمت و جلال کے شایانِ شان ہے۔ اس کے سوا کسی کو اس بلندی کی کیفیت معلوم نہیں ہے۔

اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ عرش پر رہتے ہوئے اپنی مخلوق کے ساتھ بھی ہے، ان کے حالات جانتا، اقوال سنتا، افعال دیکھتا اور تمام امورِ خلق کی تدبیر کرتا ہے، فقیر کو روزی دیتا اور ناتواں کو طاقت بخشتا ہے جسے چاہے بادشاہی سے نوازتا اور جس سے چاہے اختیارِ سلطنت سلب کر لیتا ہے، جسے چاہے عزت دے دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل و رسوا کر دیتا ہے، ہر قسم کی بھلائی اس کے ہاتھ میں ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اور جس ذات کی یہ شان ہو خواہ وہ حقیقتاً مخلوق سے بالاتر اپنے عرش پر ہی ہو اس کے باوجود وہ اپنی مخلوق کے ساتھ حقیقتاً ہوتا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے۔

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ ۴۲/۱۱

اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب دیکھنے، سننے والا ہے۔

ہم جہمیہ میں سے حلولیہ فرقہ کی طرح یہ نہیں کہتے کہ وہ اپنی مخلوق کے ہمراہ زمین میں ہے، ہمارا خیال ہے کہ جو شخص ایسے کہے وہ یا تو گمراہ ہے یا پھر کافر، کیوں کہ اس نے اللہ کا ناقص وصف بیان کیا ہے اور ناقص اوصاف اس کے شایانِ شان نہیں۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ کے بارے میں خبر دی ہے کہ ہر شب جب ایک تہائی رات باقی رہ جاتی ہے تو وہ آسمانِ دنیا پر نزولِ اجلال فرماتا اور کہتا ہے:۔

"من یدعونی فاستجیب لہ، من یسئلنی فاعطیہ، من یستغفرنی فاغفرلہ" الحدیث

کون مجھے پکارتا ہے کہ میں اس کی دعا قبول کروں، کون مجھ سے مانگتا ہے کہ میں اسے عطا کروں، کون مجھ سے معافی کا طلب گار ہے کہ میں اس کے گناہ بخش دوں۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ قیامت کے دن بندوں کے درمیان فیصلہ کرنے کے لیے تشریف لائے گا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"كَلَّآ إِذَا دُكَّتِ الْأَرْضُ دَكًّا دَكًّا وَجَآءَ رَبُّكَ وَالْمَلَكُ صَفًّا صَفًّا وَجِيٓءَ يَوْمَئِذٍۭ بِجَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ يَتَذَكَّرُ الْإِنسَانُ وَأَنَّىٰ لَهُ الذِّكْرَىٰ" ۸۹/۲۱-۲۲-۲۳

توجب زمین کوٹ کوٹ کر پست کر دی جائے گی اور تمہارا پروردگار آئے گا اور فرشتے قطار اندر قطار آموجود ہوں گے اور دوزخ اس دن حاضر کی جائے گی تو انسان اس دن متنبہ ہوگا مگر (اس وقت) انتباہ کا اسے کیا فائدہ ؛

اور ہمارا ایمان ہے کہ :-

"فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيدُ" ۸۵/۱۶

وہ جو چاہے کر دیتا ہے ۔

اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ ۔

اس کے ارادہ کی دو قسمیں ہیں ۔

۱۔ ارادہ کونیہ ۔

یہ بہر حال وقوع پذیر ہو جاتا ہے اور ضروری نہیں کہ اس کی مراد اللہ کو پسند بھی ہو، اور یہ مشیّت کے معنی میں استعمال ہوتا ہے ۔ جیسے ارشاد فرمایا ؛

"وَلَوْ شَاءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيدُ" ۲/۲۵۳

اور اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ و قتال نہ کرتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ۔

نیز فرمایا :

"وَلَا يَنفَعُكُمْ نُصْحِي إِنْ أَرَدتُّ أَنْ أَنصَحَ لَكُمْ إِن

كَانَ اللّٰهُ يُرِيدُ أَنْ يُّغْوِيَكُمْ هُوَ رَبُّكُمْ" الآية ۱۱/۳۴

اور اگر میں چاہوں کہ تمہاری خیر خواہی کروں اور اللہ یہ چاہے کہ تمہیں گمراہ کر دے تو میری خیر خواہی کچھ سودمند نہ ہوگی۔ وہی تمہارا پروردگار ہے۔

۲۔ ارادہ شرعیہ :

ضروری نہیں کہ یہ وقوع پذیر ہو جائے مگر اس کی مراد اللہ کو محبوب اور پسندیدہ ہوتی ہے جیسے ارشادِ باری تعالیٰ ہے :

"وَاللّٰهُ يُرِيدُ أَنْ يَّتُوبَ عَلَيْكُمْ" الآية ۴/۲۷

اللہ تو چاہتا ہے کہ تمہاری توبہ قبول کرے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مراد خواہ وہ کونی ہو یا شرعی اس کی حکمت کے تابع ہے۔

پس اللہ جو کچھ پیدا کرنے کا فیصلہ کرتا یا جس کسی چیز کے ذریعے مخلوق سے شرعاً عبادت کا تقاضا کرتا ہے تو اس میں ضرور کوئی حکمت ہوتی ہے، اور وہ عین اس حکمت کے مطابق سرانجام پاتا ہے۔ خواہ ہمیں اس کا علم ہو سکے یا ہماری عقلیں اس سے درماندہ وقاصر رہ جائیں۔ فرمایا

"أَلَيْسَ اللّٰهُ بِأَحْكَمِ الْحَاكِمِينَ" ۹۵/۸

کیا اللہ سب سے بڑا حاکم نہیں ہے ؟

نیز فرمایا :

"وَمَنْ اَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ حُكْمًا لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ" ۵/۵۰

اور جو لوگ یقین رکھتے ہیں ان کے لیے اللہ سے اچھا حکم کس کا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء سے محبت کرتا اور وہ اللہ سے محبت کرتے ہیں

فرمایا:

"قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ"

... الاٰیۃ ۳/۳۱

(اے محمدؐ) کہہ دیجیے کہ اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی کرو اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا۔

اور فرمایا:

"فَسَوْفَ يَاْتِي اللّٰهُ بِقَوْمٍ يُّحِبُّهُمْ وَ يُحِبُّوْنَهٗ" الاٰیۃ ۵/۵۴

تو اللہ ایسے لوگ پیدا کر دے گا جن سے وہ محبت رکھے گا اور وہ اس سے محبت رکھیں گے۔

اور فرمایا:

"وَاَقْسِطُوْا اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِيْنَ" ۴۹/۹

اور انصاف سے کام لو بے شک اللہ انصاف کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اور فرمایا:

"وَاَحْسِنُوْا اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ الْمُحْسِنِیْنَ" ۲/۱۹۵.

اور نیکی کرو بے شک اللہ نیکی کرنے والوں سے محبت کرتا ہے

اور ہمارا ایمان ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے جو اعمال واقوال مشروع قرار دیے ہیں وہ اسے پسندیدہ ہیں اور جن سے منع فرمایا وہ اسے ناپسند ہیں۔ فرمایا:

"اِنْ تَکْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنْکُمْ وَلَا یَرْضٰی لِعِبَادِہِ الْکُفْرَ وَاِنْ تَشْکُرُوْا یَرْضَہُ لَکُمْ" الآیۃ ۳۹/۷

اگر تم ناشکری کروگے تو اللہ تم سے بے پرواہ ہے اور وہ اپنے بندوں کے لیے ناشکری پسند نہیں کرتا اور اگر شکر کروگے تو وہ اس کو تمہارے لیے پسند فرمائے گا۔

نیز فرمایا:

"وَلٰکِنْ کَرِہَ اللّٰہُ انْبِعَاثَہُمْ فَثَبَّطَہُمْ وَقِیْلَ اقْعُدُوْا مَعَ الْقَاعِدِیْنَ" ۹/۴۶

لیکن اللہ نے ان کا اٹھنا (اور نکلنا) پسند نہیں فرمایا، تو ہلنے جلنے ہی نہ دیا، اور (ان سے) کہہ دیا گیا کہ جہاں (معذور) بیٹھے ہیں تم بھی ان کے ساتھ بیٹھے رہو۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ۔

اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر راضی ہوتا ہے جو ایمان لاتے اور نیک عمل کرتے

ہیں۔ فرمایا:

"رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوْا عَنْهُ ذٰلِكَ لِمَنْ خَشِيَ رَبَّهٗ" ۹۸/۸

اللہ ان سے راضی اور وہ اللہ سے راضی۔ یہ (رضامندی کی نعمت) اس کے لیے ہے جو اپنے پروردگار سے ڈرتا رہا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

کفار وغیرہ جو لوگ غضب کے مستحق ہیں اللہ تعالیٰ ان پر غصے اور ناراض ہوتا ہے۔ فرمایا:

"اَلظَّآنِّيْنَ بِاللّٰهِ ظَنَّ السَّوْءِ عَلَيْهِمْ دَآئِرَةُ السَّوْءِ وَغَضِبَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ" الآیۃ ۴۸/۶

جو اللہ تعالیٰ کے حق میں بُرے بُرے خیال رکھتے ہیں انہی پر بُرے حادثے واقع ہوں گے اور اللہ ان پر ناراض ہوا۔

اور فرمایا:

"وَلٰكِنْ مَّنْ شَرَحَ بِالْكُفْرِ صَدْرًا فَعَلَيْهِمْ غَضَبٌ مِّنَ اللّٰهِ وَلَهُمْ عَذَابٌ عَظِيْمٌ" ۱۶/۱۰۶

بلکہ وہ جو دل کھول کر کفر کرے تو ایسوں پر اللہ کا غضب ہے اور ان کو بڑا سخت عذاب ہوگا۔

اور ہم اس پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ:

اللہ کا جلال و اکرام سے موصوف چہرہ مبارک ہے۔ فرمایا:

"وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلَالِ وَالْإِكْرَامِ" ۵۵/۲۷

اور تیرے پروردگار کا چہرہ جو صاحب جلال وعظمت ہے باقی رہے گا

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کے عظمت وکرم سے متصف دو ہاتھ ہیں۔ فرمایا:

"بَلْ يَدَاهُ مَبْسُوطَتَانِ ۚ يُنفِقُ كَيْفَ يَشَاءُ" ۵/۶۴

بلکہ اس کے دونوں ہاتھ کھلے ہوئے ہیں۔ وہ جس طرح چاہتا ہے خرچ کرتا ہے۔

اور فرمایا:

"وَمَا قَدَرُوا اللَّهَ حَقَّ قَدْرِهِ وَالْأَرْضُ جَمِيعًا قَبْضَتُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَالسَّمَاوَاتُ مَطْوِيَّاتٌ بِيَمِينِهِ ۚ سُبْحَانَهُ وَتَعَالَىٰ عَمَّا يُشْرِكُونَ" ۳۹/۶۷

اور انہوں نے اللہ کی قدر شناسی جیسی کرنی چاہیے تھی نہیں کی اور قیامت کے دن تمام زمین اس کی مٹھی میں ہوگی اور آسمان اس کے داہنے ہاتھ میں ہوں گے اور وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک اور عالی شان ہے۔

ہمارا ایمان ہے کہ:

اللہ تعالیٰ کی دو حقیقی آنکھیں ہیں جن کی دلیل درج ذیل آیت قرآنی اور حدیث نبوی ہے۔ فرمایا:

"وَاصْنَعِ الْفُلْكَ بِأَعْيُنِنَا وَوَحْيِنَا" الآیۃ ۱۱/۳۷

اور ایک کشتی ہمارے حکم سے ہماری آنکھوں کے سامنے بناؤ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"حِجَابُهُ النُّورُ لَوْ كَشَفَهُ لَأَحْرَقَتْ سبحات وجهه ما انتهى إليه بصره من خلقه"

اللہ کا پردہ نور ہے اگر اسے اٹھا دے تو اس کے چہرہ مبارک کے انوار تا حدِ نگاہ اس کی مخلوق کو جلا کر رکھ دیں۔

اور اہل سنت کا اس پر اجماع ہے کہ اللہ کی آنکھیں دو ہیں اور اس کی تائید درج ذیل فرمانِ نبویؐ سے بھی ہوتی ہے۔

آپؐ نے دجال کے بارے میں فرمایا:

"انه اعور وان ربكم ليس باعور"

دجال کانا ہے اور تمہارا پروردگار اس عیب و نقص سے پاک ہے

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

"لَا تُدْرِكُهُ الْأَبْصَارُ وَهُوَ يُدْرِكُ الْأَبْصَارَ وَهُوَ اللَّطِيفُ الْخَبِيرُ" ۶/۱۰۳

(وہ ایسا ہے کہ) نگاہیں اس کا ادراک نہیں کر سکتیں اور وہ نگاہوں کا ادراک کرتا ہے اور وہ باریک بین ہے، خبردار ہے۔

اور ہمارا اس پر بھی ایمان ہے کہ:

مومن قیامت کے دن اپنے پروردگار کے دیدار سے لطف اندوز ہوں گے۔

فرمایا:

"وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ نَّاضِرَةٌ اِلٰى رَبِّهَا نَاظِرَةٌ" ۷۵/۲۲،۲۳،

اس دن بہت سے چہرے پر رونق ہوں گے، اپنے پروردگار کے محو دیدار

ہوں گے۔

اور ہمارا اس پر ایمان ہے کہ ان جملہ صفاتِ باری تعالیٰ میں کمال کی وجہ

سے اس کا ہم مثل کوئی نہیں ہے۔

فرمانِ باری تعالیٰ ہے:

"وَلَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ وَّهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ" ۴۲/۱۱

اس جیسی کوئی چیز نہیں اور وہ خوب سُننے والا اور دیکھنے والا ہے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ:

"لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ" الآیۃ ۲/۲۵۵

اسے اونگھ اور نیند نہیں آتی۔

کیوں کہ اس میں حیات اور قیومیت کی صفات بدرجۂ کمال پائی جاتی ہیں۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ وہ اپنے کمالِ عدل و انصاف کی وجہ سے کسی پر ظلم

نہیں کرتا۔

اور اپنے ہمہ گیر علم و کمالِ نگرانی کی وجہ سے وہ اپنے بندوں کے اعمال سے

کبھی بے خبر نہیں ہوتا۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اس کے کمالِ علم و قدرت کی وجہ سے آسمانوں اور

زمین کی کوئی چیز اسے لاچار نہیں کر سکتی ۔ فرمایا :

"اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ" ۳۶/۸۲

اس کی شان یہ ہے کہ وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے فرما دیتا ہے کہ ہو جا، تو وہ ہو جاتی ہے ۔

اور یہ کہ اپنے کمالِ قوت کی بدولت اسے کبھی لاچاری اور تھکاوٹ کا سامنا نہیں کرنا پڑتا ۔ ارشاد فرمایا :

"وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ ۖ وَّمَا مَسَّنَا مِنْ لُّغُوْبٍ" ۵۰/۳۸

اور ہم نے آسمانوں اور زمین کو اور جو (مخلوق) ان میں ہے سب کو چھ دن میں پیدا کر دیا اور ہمیں ذرا بھی تھکاوٹ نہیں ہوئی ۔

"لغوب" کا لفظ عاجزی اور تھکاوٹ دونوں کا معنی دیتا ہے ۔

اور ہمارا ان تمام اسماء و صفاتِ باری تعالیٰ پر ایمان ہے جن کا ثبوت خود اللہ کے کلام سے یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام سے ملتا ہے لیکن ہم دو عظیم غلطیوں سے اظہارِ براءت کرتے ہیں ۔

۱۔ التمثیل :

یعنی دل یا زبان سے یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کی صفات بھی مخلوق کی صفات کی طرح ہیں ۔

۲۔ التکییف:

دل یا زبان سے یہ کہنا کہ اللہ کی صفات یوں اور یوں ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان تمام صفات سے منزہ اور پاک ہے جن کی اپنی ذات کے بارے میں اس نے خود یا اس کے رسولؐ نے نفی کی ہے۔

یاد رہے کہ اس نفی میں ضمناً اس کے الٹ اوصاف کمال کا ثبوت بھی ہے، اور جن صفات کے متعلق اللہ اور اس کے رسول نے سکوت اختیار فرمایا ہے ہم بھی ان کے بارے میں خاموشی اختیار کرتے ہیں۔

اور ہم سمجھتے ہیں کہ اس راستے پر چلنا فرض ہے اور اس کے بغیر کوئی چارہ نہیں۔

کیوں کہ جن چیزوں کو اپنی ذات کے لیے خود اللہ نے ثابت کیا یا ان کی نفی کی ہے وہ اس نے اپنی ذات کے بارے میں خبر دی ہے، اور اپنی ذات کو وہی سب سے بہتر جانتا ہے۔

پھر حسن بیان اور صدق مقال میں بھی وہ بے مثال ہے۔

اور بندوں کا علم تو اس کی ذات کا ہر گز احاطہ نہیں کر سکتا۔

اور اللہ تعالیٰ کی جن صفات کے وجود یا ان کی نفی کا ثبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتا ہے وہ آپ کی طرف سے اللہ کی ذات کے بارے میں خبریں ہیں۔ اور لوگوں میں سب سے بڑھ کر آنحضورؐ کو ہی اللہ کے بارے میں علم تھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پوری مخلوق میں سب سے زیادہ خیر خواہ سچے اور عمدہ گفتگو کرنے والے

تھے۔

اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ جب اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام کمالِ علم اور کمالِ صداقت کا حامل اور حسنِ بیان میں سب سے بڑھ کر اور بہتر ہے تو پھر اسے قبول کرنے میں تردد کے لیے کوئی بہانہ ہے، نہ اسے رد کرنے کے لیے کوئی عذر۔

واللہ الموفق

فصل دوم:

اللہ کی وہ تمام صفات جن کا ہم نے گزشتہ صفحات میں تفصیلاً یا اجمالاً نفیاً یا اثباتاً ذکر کیا ہے ہم ان سب کے بارے میں اپنے رب عظیم کی کتاب قرآن اور اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتِ مطہرہ پر اعتماد کرتے ہیں، سلف امت اور ان کے بعد آنے والے ائمۂ ہدایت کے نقش قدم پر چلتے ہیں۔

اور ہمارے نزدیک کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نصوص کو ان کے ظاہری معانی اور اللہ عزوجل کی شان کے لائق حقائق پر محمول کرنا واجب ہے۔

اور ہم اعلانِ بیزاری و برارت کرتے ہیں:۔

ا۔ اہلِ تحریف کے طریقِ کار سے ـــ جنہوں نے ان نصوصِ کتاب و سنت میں اللہ و رسول کے منشاء و مراد کے خلاف تحریف کی اور انہیں غلط معانی پر محمول کیا۔

ب۔ اور اہلِ تعطیل کے طرزِ عمل سے ـــ جنہوں نے ان نصوص کو معطل قرار دے کر انہیں ان کے مدلولات کے لیے بے معنی ٹھہرادیا جو ان سے اللہ اور رسول ؐ کی مراد تھے۔

ج۔ اور اہلِ غلو کی روشِ غلط سے ـــ جنہوں نے ان نصوص کو تمثیل پر محمول کیا

(یعنی ان کے معانی اور مدلولات کو انسانی اوصاف پر قیاس کر
کے اس کی مثالیں دیں یا تکلف کر کے ان صفات باری تعالیٰ
کی کیفیت بیان کی جن پر یہ نصوص دلالت کرتی ہیں۔

اور ہمیں علم یقین حاصل ہے کہ جو کچھ کتاب اللہ اور سنتِ رسول اللہؐ میں وارد
ہوا ہے وہ سب حق ہے۔ اس میں کسی قسم کا کوئی تناقض و تعارض نہیں ہے۔
جس کی دلیل درجِ ذیل ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"اَفَلَا یَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ ۚ وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ
اللّٰهِ لَوَجَدُوْا فِيْهِ اخْتِلَافًا كَثِيْرًا" - ۴/۸۲

بھلا یہ لوگ قرآن مجید میں غور و فکر کیوں نہیں کرتے اگر یہ اللہ کے سوا کسی دوسرے
کا (کلام) ہوتا تو اس میں بہت سا اختلاف پاتے۔

نیز کسی کلام میں باہمی تناقض و تعارض کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ اس کا ایک حصّہ
دوسرے حصّے کی تکذیب کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
سے منقول خبروں میں ایسا ہونا ناممکن ہے۔

اور جو شخص یہ دعوٰی کرتا ہے کہ کتاب اللہ اور سنّتِ رسولؐ میں یا ان دونوں
کے درمیان باہمی تعارض ہے تو اس کے اس دعوے کی حقیقت غلط مقصد اور دل کی
کجی کے سوا اور کچھ بھی نہیں۔ اسے چاہیے کہ اللہ کے حضور توبہ کرے اور اپنی
کج روی سے چھٹکارا حاصل کرے۔

اور جو شخص اس وہم میں مبتلا ہے کہ کتاب اللہ اور سنتِ رسول میں یا ان

دونوں کے درمیان باہمی تعارض ہے تو اس کی وجہ قلت علم ہے یا قصور فہم یا پھر غور و فکر میں کوتاہی۔

سو اس کے لیے ضروری ہے کہ علم کی تلاش کرے، غور و تدبر کی کوشش کرے تاآنکہ حق اس پر واضح ہو جائے۔ اگر اس کے باوجود اسے حق کی روشنی نصیب نہ ہو تو معاملہ کسی صاحب علم پر چھوڑ دے۔ اور اپنی اس توہم پرستی سے باز رہے اور پختہ کار اہل علم کی طرح یوں کہے:

"اٰمَنَّا بِهٖ كُلٌّ مِّنْ عِنْدِ رَبِّنَا" - الآیۃ ۳/۷

ہم اس پر ایمان لائے (یہ) سب کچھ ہمارے پروردگار کے ہاں سے (آیا) ہے۔

اور جان رکھے کہ کتاب و سنت میں اور ان دونوں کے درمیان ایک دوسرے سے کوئی تناقض اور اختلاف نہیں ہے۔

وباللہ التوفیق

فصل سوم

ملائکہ پر ایمان

اور ہم اللہ کے فرشتوں پر ایمان رکھتے ہیں اور اس پر کہ وہ اللہ کے

"عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ لَا يَسْبِقُونَهُ بِالْقَوْلِ وَهُم بِأَمْرِهِ يَعْمَلُونَ" ۲۱/۲۶

مکرم بندے ہیں، اس کے آگے بڑھ کر بول نہیں سکتے اور صرف اس کے حکم پر عمل کرتے ہیں۔

اللہ نے انہیں پیدا فرمایا ہے، وہ اس کی عبادت میں مصروف اور اطاعت کے لیے دست بستہ کھڑے ہیں۔

"لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِ وَلَا يَسْتَحْسِرُونَ ۝ يُسَبِّحُونَ اللَّيْلَ وَالنَّهَارَ لَا يَفْتُرُونَ" ۱۹-۲۰/ ۲۱

وہ (فرشتے) اس کی عبادت سے نہ سرکشی کرتے ہیں اور نہ اکتاتے ہیں، شب و روز (اس کی) تسبیح کرتے رہتے ہیں (نہ تھکتے ہیں) نہ تھمتے ہیں۔

اللہ نے ہماری نظروں سے انہیں اوجھل رکھا ہے لہٰذا ہم انہیں دیکھ

نہیں سکتے، بعض اوقات اللہ تعالٰی اپنے مومن بندوں کے لیے انہیں ظاہر بھی کر دیتا ہے جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ حضرت جبرائیل علیہ السلام کو ان کی اصل شکل میں دیکھا، ان کے چھ سو پَر تھے اور انہوں نے پورے افق کو ڈھانپا ہوا تھا۔

اور جبریل علیہ السلام نے حضرت مریم علیہا السلام کے پاس کامل بشر کی صورت اختیار کی تو حضرت مریم نے ان سے گفتگو فرمائی اور انہوں نے جواب دیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صحابہ کرام تشریف فرما تھے۔ جبریل علیہ السلام ایسے شخص کی شکل میں تشریف لائے جس کی نہ کوئی جان پہچان تھی اور نہ اس پر سفر کے آثار دکھائی دیتے تھے، کپڑے نہایت سفید، بال انتہائی سیاہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روبرو زانو سے زانو ملا کر بیٹھ گئے ہاتھ آپؐ کی رانوں پہ رکھ لیے پھر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے مخاطب ہوئے اور آپؐ بھی ان سے مخاطب ہوئے اور ان کے جانے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو بتایا کہ یہ جبریل تھے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ فرشتوں کے ذمے کچھ کام لگائے گئے ہیں جنہیں وہ سرانجام دیتے ہیں۔

چنانچہ ان میں سے ایک جبریل علیہ السلام ہیں جن کو وحی کا کام سونپا گیا ہے جسے وہ اللہ کے پاس سے لاتا اور انبیاء ورسل میں سے جس پر اللہ چاہتا ہے

نازل ہوتے ہیں۔

اور ایک ان میں سے میکائیل ہیں۔ بارش اور کھیتی اگانے کی ذمہ داری ان کے سپرد ہے۔

اور ایک اسرافیل ہیں۔ جن کے ذمہ قیامت آنے پر پہلے لوگوں کی بیہوشی کے لیے، پھر دوبارہ زندہ کرنے کے لیے صور پھونکنا ہے۔

اور ایک ملک الموت ہے جس کے ذمے موت کے وقت روح قبض کرنا ہے۔

اور ایک ملک الجبال ہے جس کے ذمہ پہاڑوں کے امور ہیں۔

اور ایک ان میں سے مالک ہے جو جہنم کا داروغہ ہے۔

اور کچھ فرشتے ان میں سے رحم مادر میں بچوں کے امور پر مقرر ہیں اور کچھ دوسرے بنی آدم کی حفاظت پر متعین۔

اور فرشتوں کی ایک قسم کے ذمے بنی آدم کے اعمال کی کتابت ہے۔ ہر شخص پر دو فرشتے مقرر ہیں۔

"عَنِ الْيَمِيْنِ وَعَنِ الشِّمَالِ قَعِيْدٌ ۔ مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيْبٌ عَتِيْدٌ" ۵۰/۱۸-۱۷

جو دائیں بائیں بیٹھے ہیں۔ کوئی بات اس کی زبان پر نہیں آتی مگر ایک نگہبان اس کے پاس (لکھنے کو) تیار رہتا ہے۔

ایک گروہ میت سے سوال کرنے پر مامور ہے۔ جب میت موت

کے بعد اپنے ٹھکانے پر پہنچا دی جاتی ہے تو اس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں، اس کے پروردگار، اس کے دین اور نبی کے بارے میں سوال کرتے ہیں تو

"يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَفِي الْاٰخِرَةِ ۚ وَيُضِلُّ اللّٰهُ الظّٰلِمِيْنَ ۚ وَيَفْعَلُ اللّٰهُ مَا يَشَآءُ" ۱۴/۲۷

اللہ ایمانداروں کو پکی بات (کلمہ طیبہ) پر دنیا کی زندگی میں بھی مضبوط رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا) اور اللہ بے انصافوں کو گمراہ کر دیتا ہے اور اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

اور ان میں سے کچھ فرشتے اہل جنت کے ہاں متعین ہیں۔

"يَدْخُلُوْنَ عَلَيْهِمْ مِّنْ كُلِّ بَابٍ ۔ سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ" ۱۳/۲۴

ہر ایک دروازے سے ان کے پاس آئیں گے، (اور کہیں گے) تم پر سلامتی ہو (یہ) تمہاری ثابت قدمی کے سبب ہے اور عاقبت کا گھر خوب ہے۔

اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا کہ آسمان میں "البیت المعمور" ہے جس میں روزانہ ستر ہزار فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ ایک روایت کے مطابق اس میں نماز پڑھتے ہیں ۔۔ اور جو ایک مرتبہ داخل ہو جاتے ہیں ان کی باری دوبارہ کبھی نہیں آتی۔

وباللہ التوفیق

فصل چہارم

کتابوں پر ایمان

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسولوں پر کتابیں نازل فرمائیں جو اہلِ جہاں پر اللہ کی حجت اور عمل کرنے والوں کے لیے منارۂ نور ہیں۔ پیغمبر ان کتابوں کے ذریعے لوگوں کو دین کی تعلیم دیتے اور ان کے دلوں کی صفائی فرماتے رہے ہیں۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ نے ہر رسول کے ساتھ ایک کتاب نازل فرمائی ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿لَقَدْ اَرْسَلْنَا رُسُلَنَا بِالْبَیِّنٰتِ وَاَنْزَلْنَا مَعَهُمُ الْكِتٰبَ وَالْمِیْزَانَ لِیَقُوْمَ النَّاسُ بِالْقِسْطِ﴾ الآیۃ ۲۵/۵۷

تحقیق ہم نے اپنے پیغمبروں کو کھلی نشانیاں دے کر بھیجا اور ان پر کتابیں نازل کیں اور ترازو (قواعدِ عدل) تاکہ لوگ انصاف پر قائم رہیں۔

اور ہمیں ان میں سے درج ذیل کتابوں کا علم ہے۔

۱۔ **توراۃ:**۔ جسے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اور وہ کتب بنی اسرائیل میں سے عظیم ترین کتاب ہے۔

"فِيهَا هُدًى وَنُورٌ يَحْكُمُ بِهَا النَّبِيُّونَ الَّذِينَ

أَسْلَمُوا لِلَّذِينَ هَادُوا وَالرَّبَّانِيُّونَ وَالْأَحْبَارُ بِمَا اسْتُحْفِظُوا

مِن كِتَابِ اللَّهِ وَكَانُوا عَلَيْهِ شُهَدَاءَ" الآیۃ ۵/۴۴

جس میں ہدایت اور روشنی ہے، اسی کے مطابق انبیاء جو (اللہ کے) فرماں بردار تھے۔ یہودیوں کو حکم دیتے رہے اور مشائخ و علماء بھی کیونکہ وہ کتاب اللہ کے نگہبان مقرر کیے گئے تھے اور وہ اس پر گواہ تھے۔

ب: **انجیل** :- جسے اللہ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا اور وہ توراۃ کی تصدیق اور اس کا تتمہ تھی۔

فرمایا:

"وَآتَيْنَاهُ الْإِنجِيلَ فِيهِ هُدًى وَنُورٌ وَمُصَدِّقًا

لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ التَّوْرَاةِ وَهُدًى وَمَوْعِظَةً لِّلْمُتَّقِينَ"

۵/۴۶

اور ہم نے اس (عیسیٰؑ) کو انجیل عطا کی جس میں ہدایت اور نور ہے اور وہ تورات کی جو اس سے پہلی (کتاب) ہے۔ تصدیق کرتی ہے اور پرہیزگاروں کے لیے ہدایت و نصیحت ہے۔

نیز فرمایا:

"وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ الَّذِي حُرِّمَ عَلَيْكُمْ" الآیۃ ۳/۵۰

اور (میں اس لیے بھی آیا ہوں) کہ بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کو تمہارے

لیے حلال کر دوں۔

ج: زبور :۔ جس سے اللہ نے حضرت داؤد کو سرفراز فرمایا۔

د :۔ حضرت ابراہیم اور حضرت موسیٰ علیہما السلام کے صحائف۔

ہ :۔ قرآن مجید :۔ جسے اللہ نے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل فرمایا:۔

"هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنَاتٍ مِّنَ الْهُدَىٰ وَالْفُرْقَانِ" الآیۃ

۲/۱۸۵

جو لوگوں کے لیے راہنما اور (جس میں) ہدایت کی واضح نشانیاں ہیں اور جو حق و باطل کو الگ الگ کرنے والا ہے۔

اور فرمایا:

"مُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيْهِ مِنَ الْكِتَابِ وَمُهَيْمِنًا عَلَيْهِ" الآیۃ ۵/۴۸

جو (کتاب) اپنے سے پہلی کتابوں کی تصدیق کرتی ہے۔ اور ان (سب) پر نگران ہے۔

قرآن حکیم کے ذریعے اللہ نے سابقہ تمام کتابوں کو منسوخ قرار دے دیا۔ آوارہ مزاج لوگوں کی بیہودگی اور اہل تحریف کی ہر قسم کی کمی سے محفوظ رکھنے کی ذمہ داری خود اپنے ذمے لی۔ فرمایا:

"إِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ" ۱۵/۹

بے شک ذکر (قرآن) ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کے نگہبان ہیں
کیوں کہ وہ قیامت تک کے لیے تمام خلق خدا پر حجت بن کر باقی رہیگا
اور جہاں تک سابقہ کتب سماویہ کا تعلق ہے سو وہ ایک مدت مقررہ تک

کے لیے ہوا کرتی تھیں تا آنکہ دوسری کتاب نازل ہو جاتی جو پہلی کو منسوخ کر دیتی
اور اس میں واقع ہونے والی تحریف و تغییر کی وضاحت بھی کر دیتی یہی وجہ ہے کہ
قرآن کریم سے قبل کوئی کتاب تحریف سے محفوظ نہ تھی۔ چنانچہ ان کتابوں میں
تحریف، زیادتی اور کمی سب کچھ واقع ہو چکا تھا۔

جیسا کہ قرآن مجید نے اس کی وضاحت کر دی ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے

"مِنَ الَّذِيْنَ هَادُوْا يُحَرِّفُوْنَ الْكَلِمَ عَنْ مَّوَاضِعِهٖ" الآیۃ

۴/۴۹

یہ جو یہودی ہیں ان میں سے کچھ ایسے بھی ہیں کہ کلمات کو اپنے مقامات
سے بدل دیتے ہیں۔

۱۔ "فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ۗ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ
هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ لِيَشْتَرُوْا بِهٖ ثَمَنًا قَلِيْلًا ۗ فَوَيْلٌ
لَّهُمْ مِّمَّا كَتَبَتْ اَيْدِيْهِمْ وَوَيْلٌ لَّهُمْ مِّمَّا
يَكْسِبُوْنَ" ۲/۷۹

تو ان لوگوں پر افسوس جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں پھر کہتے ہیں
کہ یہ اللہ کے پاس سے آئی ہے تاکہ اس کے عوض تھوڑی سی قیمت

(یعنی دنیوی منفعت) حاصل کریں۔ (ایک) تو ان کے اپنے ہاتھوں سے لکھنے پر افسوس ہے اور دوسرا اس لیے ان پر افسوس ہے کہ ایسے کام کرتے ہیں۔

۱۔ "قُلْ مَنْ اَنْزَلَ الْكِتٰبَ الَّذِیْ جَآءَ بِهٖ مُوْسٰی نُوْرًا وَّ هُدًی لِّلنَّاسِ تَجْعَلُوْنَهٗ قَرَاطِیْسَ تُبْدُوْنَهَا وَ تُخْفُوْنَ كَثِیْرًا" الآیۃ ۶/۹۱

کہہ دیجیے: جو کتاب موسیٰ لے کر آئے تھے اسے کس نے نازل کیا تھا، جو لوگوں کے لیے نور اور ہدایت تھی اور جسے تم علیحدہ علیحدہ اوراق، (پر نقل) کر کے رکھتے ہو۔ ان (کے کچھ حصے) کو تو ظاہر کرتے ہو۔ اور اکثر کو چھپاتے ہو۔

۲۔ "وَ اِنَّ مِنْهُمْ لَفَرِیْقًا یَّلْوٗنَ اَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتٰبِ لِتَحْسَبُوْهُ مِنَ الْكِتٰبِ وَ مَا هُوَ مِنَ الْكِتٰبِ ۚ وَ یَقُوْلُوْنَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ وَ مَا هُوَ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ وَ یَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ وَ هُمْ یَعْلَمُوْنَ ۔ مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ یُّؤْتِیَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَ الْحُكْمَ وَ النُّبُوَّةَ ثُمَّ یَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّیْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ" الآیۃ - ۷۸-۷۹، ۳/

اور ان (اہل کتاب) میں بعض ایسے ہیں کہ کتاب (تورات) کو زبان مروڑ مروڑ کر پڑھتے ہیں تاکہ تم سمجھو کہ جو کچھ وہ پڑھتے ہیں، کتاب میں سے

ہے حالاں کہ وہ کتاب میں سے نہیں ہوتا اور کہتے ہیں کہ وہ اللہ کی طرف سے (نازل ہوا) ہے حالانکہ وہ اللہ کی طرف سے نہیں ہوتا اور اللہ پر جھوٹ بولتے ہیں۔ حالانکہ وہ لوگ (یہ بات) جانتے بھی ہیں۔ کسی بشر کو یہ شایانِ شان نہیں کہ اللہ تو اسے کتاب و حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ۔

۴۔ "يَا أَهْلَ الْكِتَابِ قَدْ جَاءَكُمْ رَسُولُنَا يُبَيِّنُ لَكُمْ كَثِيرًا مِمَّا كُنْتُمْ تُخْفُونَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ، قَدْ جَاءَكُمْ مِنَ اللَّهِ نُورٌ وَكِتَابٌ مُبِينٌ. يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ وَيُخْرِجُهُمْ مِنَ الظُّلُمَاتِ إِلَى النُّورِ بِإِذْنِهِ وَيَهْدِيهِمْ إِلَى صِرَاطٍ مُسْتَقِيمٍ. لَقَدْ كَفَرَ الَّذِينَ قَالُوا إِنَّ اللَّهَ هُوَ الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ" الآية ۱۵،۱۶،۱۷/۵

اے اہلِ کتاب تمہارے پاس ہمارے (آخری) پیغمبر آ گئے ہیں۔ جو تم کتاب (الٰہی) میں سے چھپاتے تھے۔ وہ اس میں سے بہت کچھ تمہیں کھول کھول کر بتا دیتے ہیں اور تمہارے بہت سے قصور نظر انداز کر دیتے ہیں۔ بے شک تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب آ چکی ہے جس سے اللہ اپنی رضا پر چلنے والوں کو نجات کے رستے دکھاتا ہے اور اپنے حکم سے اندھیرے سے نکال کر روشنی کی طرف لے جاتا

ور ان کو سیدھے رستے پر چلاتا ہے۔ جو لوگ اس بات کے قائل ہیں، کہ
عیسیٰ ابن مریم ہی اللہ ہے۔ وہ بے شک کفر کرتے ہیں۔

وَبِاللّٰهِ التَّوْفِيْق

فصل پنجم

رسولوں پر ایمان

ھمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی طرف رسول مبعوث فرمائے اور ان کو

"مُبَشِّرِيْنَ وَ مُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌ بَعْدَ الرُّسُلِ وَكَانَ اللّٰهُ عَزِيْزًا حَكِيْمًا" ۴/۱۶۵

خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کے پاس اللہ کے سامنے دلیل دینے کا موقع نہ رہے اور اللہ غالب حکمت والا ہے۔

اور ھمارا ایمان ہے کہ ان میں سے اولین رسول حضرت نوح علیہ السلام تھے اور خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تھے۔ فرمایا

"إِنَّا أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ كَمَا أَوْحَيْنَا إِلَى نُوْحٍ وَّ النَّبِيِّيْنَ مِنْ بَعْدِهٖ" الآیۃ ۴/۱۶۳

(اے محمدؐ) ہم نے تمہاری طرف اسی طرح وحی بھیجی ہے جس طرح نوح اور ان سے پچھلے رسولوں کی طرف بھیجی تھی۔

"اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِهِمْ سُرَادِقُهَا ۭ وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ كَالْمُهْلِ یَشْوِی الْوُجُوْهَ ۭ بِئْسَ الشَّرَابُ ۭ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا" ۲۹/۱۸

ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی دادرسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح چہروں کو بھون ڈالے گا۔ (ان کے پینے کا) پانی بھی برا اور آرام گاہ بھی بری۔

اور جنت، دوزخ اس وقت بھی موجود ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ کبھی فنا نہیں ہوں گے۔ فرمایا:

"وَمَنْ یُّؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُّدْخِلْهُ جَنّٰتٍ تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا" ۶۵/۱۱

اور جو شخص ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا (اللہ) ان کو باغہائے بہشت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ نے ان کا رزق خوب بنایا ہے۔

"اِنَّ اللّٰهَ لَعَنَ الْكٰفِرِیْنَ وَاَعَدَّ لَهُمْ سَعِیْرًا ۙ خٰلِدِیْنَ فِیْهَآ اَبَدًا ۚ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۚ یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا

اللہ و اَطِعنا الرَّسُولا " ۳۳/۶۶،۶۵،۶۴

بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ (جہنم) تیار کر رکھی ہے۔ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے نہ مددگار۔ جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹائے جائیں گے، کہیں گے، اے کاش! ہم اللہ کی فرماں برداری کرتے اور رسول کا حکم مانتے۔

اور ہم ان سب لوگوں کے جنتی ہونے کی شہادت دیتے ہیں جن کے لیے کتاب وسنت نے نام لے کر یا اوصاف ذکر کر کے جنت کی شہادت دی ہے۔

جن کے نام لے کر انہیں جنت کی شہادت ملی ہے ان میں ابوبکر صدیق حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم کے علاوہ کچھ اور حضرات بھی شامل ہیں۔ جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعیین فرمائی۔

اور اہلِ جنت کے اوصاف کے اعتبار سے ہر مومن اور متقی کے لیے جنت کی شہادت ہے۔

اور اسی طرح ہم ان سب لوگوں کے جہنمی ہونے کی شہادت دیتے ہیں جن کے نام لے کر یا اوصاف ذکر کر کے کتاب وسنّت نے انہیں جہنمی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ابولہب، عمرو بن لحی اور اس قماش کے لوگوں کو نام لے کر جہنمی قرار دیا گیا ہے اور اہل جہنم کے اوصاف کے اعتبار سے ہر کافر اور مشرک اور منافق کے لئے جہنم کی شہادت ہے۔

اور ہم قبر کی آزمائش و ابتلاء پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اس سے مراد وہ سوالات ہیں جو میت سے اس کے رب، دین اور نبی کے بارے میں ہوں گے۔

پھر

"يُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَ فِي الْاٰخِرَةِ" الآية ١٤/٢٧

اللہ مومنوں کو پکی بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا)

مومن تو کہے گا کہ میرا رب اللہ، میرا دین اسلام اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مگر کافر اور منافق جواب دیں گے۔

میں نہیں جانتا۔ میں تو جو کچھ لوگوں کو کہتے سنتا، کہہ دیتا تھا۔

ہمارا ایمان ہے کہ قبر میں مومنوں کو نعمتوں سے نوازا جائے گا۔

"اَلَّذِيْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَيِّبِيْنَ يَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَيْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ" ١٦/٣٢

جب فرشتے ان کی جانیں نکالنے لگتے ہیں اور یہ (کفر و شرک سے) پاک ہوتے ہیں۔ سلام کہتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) جو عمل تم کیا کرتے تھے ان کے سبب بہشت میں داخل ہو جاؤ۔

اور ظالموں اور کافروں کو قبر میں عذاب ہوگا۔ فرمایا،

"وَلَوْ تَرَىٰٓ إِذِ الظّٰلِمُوْنَ فِيْ غَمَرٰتِ الْمَوْتِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ بَاسِطُوْٓا أَيْدِيْهِمْ ۚ أَخْرِجُوْٓا أَنْفُسَكُمُ ۖ اَلْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُوْنِ بِمَا كُنْتُمْ تَقُوْلُوْنَ عَلَى اللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنْتُمْ عَنْ اٰيٰتِهٖ تَسْتَكْبِرُوْنَ" ٦/٩٣

اور کاش تم ظالم لوگوں کو اس وقت دیکھو جب موت کی سختیوں میں (مبتلا) ہوں اور فرشتے (ان کی طرف عذاب کے لیے) ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ اپنی جانیں نکالو۔ آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی اس لیے کہ تم اللہ پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور اس کی آیات سے سرکشی کرتے تھے۔

اور اس بارے میں بہت ساری احادیث بھی اہلِ علم کے ہاں معروف ہیں۔ سو اہلِ ایمان پر فرض ہے کہ ان غیبی امور کے متعلق جو کچھ کتاب و سنت میں آیا ہے۔ اس پر بلا چون و چرا ایمان لائیں اور دنیا کے مشاہدات پر قیاس کر کے ان سے معارضہ اور اختلاف نہ کریں کہ اُخروی امور کا دنیوی امور پر قیاس درست نہیں کیونکہ دونوں کے درمیان بڑا اور واضح فرق ہے۔

واللہ المستعان

فصل هفتم

تقدیر پر ایمان

اور ہم تقدیر کے خیر و شر پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ کائنات کے بارے میں پہلے سے اللہ کے علم اور تقاضار حکمت کے عین مطابق ہے۔

اور مراتب تقدیر چار ہیں۔

پہلا مرتبہ ———— علم

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ ہر چیز کے بارے میں جو ہو چکا ہے اور جو ہو گا اور جس طرح ہو گا سب کچھ اپنے ازلی اور ابدی علم کے ذریعے جانتا ہے۔ اس کا علم نو پید نہیں ہے، جو بے علمی کے بعد حاصل ہوا اور نہ ہی اسے علم کے بعد نسیان لاحق ہوتا ہے (یعنی نہ اس کے علم کی کوئی ابتداء ہے اور نہ ہی انتہا)

دوسرا مرتبہ ———— کتابت

ہمارا ایمان ہے کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اللہ نے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے۔ فرمایا:

أَلَمْ تَعْلَمْ أَنَّ اللَّهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ ۚ

اِنَّ ذٰلِکَ فِیْ کِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ ۝ " ۲۲/۷۰

کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اللہ اس کو جانتا ہے (یہ سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے۔ یہ سب اللہ کے لیے آسان ہے۔

تیسرا مرتبہ ——— مشیّت

ہمارا ایمان ہے کہ جو آسمان و زمین میں ہے سب اللہ کی مشیت کا تقاضا ہے کوئی چیز اس کی مشیت کے بغیر نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔

چوتھا مرتبہ ——— تخلیق

ہمارا ایمان ہے کہ

" اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ ۫ وَّ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ ۝ لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ "

۳۹/۶۳،۶۲

اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا نگران ہے۔ اس کے پاس آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں۔

اور ان مراتب تقدیر میں وہ سب کچھ شامل ہے جو خود ذات باری تعالیٰ کی طرف سے ہوتا ہے اور جو بندوں کی طرف سے ہوتا ہے سو بندوں سے جو بھی

اقوال وافعال صادر ہوتے ہیں یا جن کاموں کو وہ ترک کر دیتے ہیں وہ سب کے سب اللہ کے علم میں، اس کے پاس لکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت نے ان کا تقاضا کیا اور اللہ نے انہیں پیدا فرمایا۔

"لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ۝ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ" ۲۸، ۲۹/ ۸۱

(یعنی) اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی چال چلنا چاہے اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو اللہ رب العلمین چاہے۔

"وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ" ۲۵۳/ ۲

اور اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ وقتال نہ کرتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

"وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ ۔ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ" ۶/۱۳۷

اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو ان کو چھوڑ دے کہ وہ جانیں اور ان کا جھوٹ۔

"وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ" ۳۷/۹۶

حالاں کہ تم کو اور جو تم کرتے ہو اس کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اختیار اور قدرت سے نوازا ہے۔ بندہ جو کرتا ہے اس اختیار اور قدرت

کی بنا پر ہی کرتا ہے۔

اور کئی امور اس بات کی دلیل ہیں کہ بندے کا فعل اس کے اختیار اور قدرت سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ:

"فَاْتُوْا حَرْثَكُمْ اَنّٰى شِئْتُمْ" الآیۃ ۲/۲۲۳

اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ۔

اور فرمایا:

"وَلَوْ اَرَادُوا الْخُرُوْجَ لَاَعَدُّوْا لَهٗ عُدَّةً" الآیۃ ۹/۴۶

اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لیے سامان تیار کرتے۔

پہلی آیت میں "اتیان" (آنے) کو بندے کی مشیت کے ساتھ اور دوسری آیت میں "اعداد" (تیاری) کو اس کے ارادے پر موقوف رکھا ہے۔

۲۔ بندے کو اللہ نے اوامر و نواہی کا مکلف ٹھہرایا ہے، اگر اس کے پاس اختیار و قدرت نہ ہوتے تو یہ تکلیف مالایطاق ہوتی۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جو اللہ کی حکمت، رحمت اور اس کی طرف سے موصول ہونے والی سچی خبر کے منافی ہے۔ جب کہ اس کا فرمان ہے:

"لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا" ۲/۲۸۶

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

۳۔ نیکوکار کی نیکی پر ستائش بدکار کی بدکاری پر مذمت اور دونوں کو ان کے حسب استحقاق بدلے کا وعدہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ بندہ مجبور نہیں، بلکہ

مختار ہے۔

اگر بندے کا فعل اس کے اختیار اور ارادے سے صادر نہ ہوتا ہو تو نیکوکار کی مدح سرائی، فضول اور بُرے کی سزا اس پر ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ فضول کاموں اور ظلم سے پاک ہے۔

۴۔ اللہ تعالیٰ نے رسول مبعوث فرمائے جن کا مقصد یہ ہے کہ:

"مُبَشِّرِیْنَ وَمُنْذِرِیْنَ لِئَلَّا یَکُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَی اللّٰہِ حُجَّۃٌ بَعْدَ الرُّسُلِ" الآیۃ ۴/۱۶۵

(سب) پیغمبروں کو (اللہ نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ کے سامنے دلیل دینے کا موقع نہ رہے۔

اور اگر بندے کا عمل اس کے اختیار و ارادہ میں نہ ہوتا تو رسول بھیجنے سے اس کی حجت باطل نہ ہوتی۔

۵۔ ہر کام کرنے والا شخص کام کرتے یا اسے چھوڑتے وقت اپنے آپ کو ہر طرح کے جبر و اکراہ سے آزاد محسوس کرتا ہے۔

انسان محض اپنے ارادہ سے اٹھتا، بیٹھتا، آتا جاتا اور سفر و حضر اختیار کرتا ہے اسے کوئی شعور و احساس نہیں ہوتا کہ کوئی اسے اس پر مجبور کر رہا ہے بلکہ فی الواقع وہ ان امور میں جو اپنے اختیار سے یا کسی کے مجبور کرنے سے کرتا ہے فرق کر سکتا ہے۔ ایسے ہی شریعت نے بھی احکام کے

اعتبار سے ان دونوں قسم کے افعال واعمال میں فرق کیا ہے۔

چنانچہ انسان حقوق اللہ سے متعلق جو کام مجبور ہو کر کرگزرے اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ گنہگار کو اپنی معصیت پر تقدیر سے حجت پکڑنے کا کوئی حق نہیں ہے کیوں کہ وہ معصیت کا اقدام کرتے وقت با اختیار ہوتا ہے اور اسے اس کے متعلق کوئی علم نہیں ہوتا کہ اللہ نے اس کے لیے یہی مقدر کر رکھا ہے کیونکہ کسی امر کے واقع ہونے سے قبل تو اللہ کی تقدیر کو کوئی نہیں جان سکتا۔

"وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا" ۳۱/۳۴

اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا۔

پھر جب انسان کوئی اقدام کرتے وقت ایک حجت کو جانتا ہی نہیں۔ تو پھر عذر پیش کرتے وقت اس سے دلیل کیونکر پکڑ سکتا ہے اور بلاشک اللہ تعالیٰ نے اس حجت کو باطل قرار دیا ہے۔ فرمایا:

"سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ"

۶/۱۴۸

جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے

اور نہ ہمارے باپ دادا (شرک کرتے) اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے، اسی طرح ان لوگوں نے تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب کا مزہ چکھ کر رہے۔ کہہ دو کیا تمہارے پاس کوئی سند ہے۔ (اگر ہے) تو اسے ہمارے سامنے نکالو۔ تم محض خیال کے پیچھے چلتے اور اٹکل کے تیر چلاتے ہو۔

- نیز ہم تقدیر کو بنیاد بنا کر معصیت کا ارتکاب کرنے والوں سے کہیں گے۔

آپ نیکی اور اطاعت کا اقدام کیوں نہیں کرتے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ اللہ نے آپ کی یہی تقدیر لکھی ہوئی ہے۔ اطاعت اور معصیت میں اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے بلکہ فعل صادر ہونے سے پہلے لاعلمی میں آپ کے لیے دونوں برابر ہیں۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کرامؓ کو یہ خبر دی کہ تم میں ہر ایک کا جنت اور جہنم دونوں میں ٹھکانہ مقرر کر دیا گیا ہے تو انہوں نے عرض کی کہ آیا ہم عمل ترک کر کے اسی پر اعتماد نہ کر لیں آپ نے فرمایا نہیں کیوں کہ جس کو جس ٹھکانے کے لیے پیدا کیا گیا ہے اسی کے اعمال کی توفیق اسے میسر آتی ہے۔

نیز اپنی معصیت پر تقدیر سے حجت پکڑنے والے سے کہیں گے کہ اگر آپ کا مکہ کے لیے سفر کا ارادہ ہو، اور اس کے دو راستے ہوں، آپ کو کوئی قابلِ اعتماد آدمی خبر دے کہ ایک راستہ ان میں سے خطرناک اور تکلیف دہ ہے۔ دوسرا آسان اور پُرامن ہے تو یقیناً آپ دوسرا راستہ ہی اختیار کریں گے اور ناممکن ہے کہ یہ کہتے ہوئے پہلے پرخطر راستے

پر چل نکلیں کہ میری تقدیر میں یہی لکھا ہوا ہے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو
آپ کا شمار دیوانوں میں ہوگا۔

- نیز ہم اس سے یہ بھی کہیں گے کہ :

اگر آپ کو دو ملازمتوں کی پیش کش کی جائے ان میں سے ایک کا مشاہرہ
زیادہ ہو تو آپ کم تنخواہ کی بجائے زیادہ تنخواہ والی ملازمت اختیار کریں گے
تو پھر عمل آخرت کے سلسلے میں آپ کیونکر ادنیٰ اجرت کو اختیار کرتے ہیں
اور پھر تقدیر کو حجت بناتے ہیں۔

- اور ہم اس سے یہ بھی کہیں گے کہ :

جب آپ کسی جسمانی بیماری کا شکار ہوتے ہیں تو اپنے علاج کے لیے ہر
ڈاکٹر کے دروازے پر دستک دیتے ہیں۔ آپریشن کی تکلیف اور کڑوی دوا
پورے صبر سے برداشت کرتے ہیں تو پھر اپنے دل پر مرضِ معصیت کے
حملے کی صورت میں آپ ایسا کیوں نہیں کرتے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کمالِ رحمت و حکمت کے پیشِ نظر شر کی
نسبت اس کی طرف نہیں کی جاتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا " وَالشَّرُّ لَيْسَ
إِلَيْكَ " رواہ مسلم۔ اور شر تیری طرف منسوب نہیں ہے۔
فی نفسہٖ اللہ کی قضا میں کبھی شر نہیں ہو سکتا کیوں کہ وہ اس کی رحمت و حکمت سے
صادر ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے مقتضیات و نتائج میں شر ہوتا ہے (جو بندوں سے
صادر ہوتے ہیں)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دُعاء قنوت تعلیم فرمائی اس میں آپؐ کا ارشاد ہے،

"وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ"

مجھے اپنی فیصلہ کردہ چیز کے شر سے محفوظ رکھ۔

اس میں شر کی اضافت مقتضیٰ یعنی قضا کے نتیجہ کی طرف ہے اور پھر مقتضیات (نتائج) میں بھی محض اور خالص شر نہیں ہے بلکہ وہ بھی ایک اعتبار سے شر ہوتا ہے تو دوسرے اعتبار سے خیر۔ نیز ایک مقام پر وہ شر نظر آتا ہے تو دوسرے مقام پر وہی خیر محسوس ہوتی ہے۔

مثلاً خشک سالی، بیماری، فقیری اور خوف وغیرہ تمام چیزیں فساد فی الارض ہیں لیکن دوسرے مقام اور نقطۂ نظر سے یہی چیزیں خیر و بھلائی ہیں۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے۔

"ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ" ۳۰/۴۱

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے۔ عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں۔

اور چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا، شادی شدہ بدکار کو رجم (سنگساری) کی سزا، چور اور زانی کے لیے تو شر ہے کیوں کہ ایک کا ہاتھ ضائع ہوتا اور دوسرے کی جان جاتی ہے لیکن ایک اعتبار سے تو یہ ان کے لیے بھی خیر ہے کہ گناہوں

کا ازالہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے لیے دنیا و آخرت کی سزا جمع نہیں فرماتے اور دوسرے مقام پر یہ اس اعتبار سے خیر ہے کہ اس سے لوگوں کے مالوں، عزتوں اور نسبوں کی حفاظت ہوتی ہے۔

فصل ہشتم

اس عقیدے کے ثمرات و فوائد

ان عظیم الشان اصول و قواعد پر مشتمل یہ بلند پایہ عقیدہ اپنے معتقد کے لیے بہت سے جلیل القدر ثمرات و نتائج کا حامل ہے۔

چنانچہ ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کے اسماء و صفات پر ایمان سے بندے کے دل میں اللہ کی محبت و تعظیم پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں وہ اوامر الٰہی پر کاربند رہتا اور نواہی سے احتراز کرتا ہے۔ اللہ کے احکام پر کاربند رہنا اور منہیات سے اجتناب ہی فرد اور معاشرے کے لیے دنیا و آخرت میں کمالِ سعادت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ" ۱۶/۹۷

جو شخص نیک اعمال کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے۔ اور (آخرت میں)

ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔

ایمان بالملائکہ کے ثمرات و فوائد:

۱۔ ان کے خالق کی عظمت، قوت اور غلبہ کا علم۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ خصوصی عنایت پر اس کا شکریہ، جب کہ اس نے ان فرشتوں کو بندوں پر مقرر کر رکھا ہے جو ان کی حفاظت کرتے اور ان کے اعمال کو احاطۂ تحریر میں لاتے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر مصالح بھی ان کے ذمے ہیں۔

۳۔ اس سے فرشتوں کے لیے محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کی عبادت باحسن واکمل وجوہ بجالاتے اور مومنوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

کتابوں پر ایمان کے ثمرات و فوائد:

۱۔ مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خصوصی عنایت کا علم جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کے لیے ایک کتاب نازل فرمائی جو انہیں راہِ حق کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا ظہور کہ اللہ نے ان کتابوں میں ہر امت کے لیے ان کے مناسب حال شریعت نازل کی اور ان میں سے آخری کتاب قرآن

"اِنَّآ اَعْتَدْنَا لِلظّٰلِمِیْنَ نَارًا ۙ اَحَاطَ بِھِمْ سُرَادِقُھَا
وَاِنْ یَّسْتَغِیْثُوْا یُغَاثُوْا بِمَآءٍ کَالْمُھْلِ یَشْوِی الْوُجُوْہَ
بِئْسَ الشَّرَابُ وَسَآءَتْ مُرْتَفَقًا" ۲۹ / ۱۸

ہم نے ظالموں کے لیے آگ تیار کر رکھی ہے جس کی قناتیں ان کو گھیر رہی ہوں گی اور اگر فریاد کریں گے تو ایسے کھولتے ہوئے پانی سے ان کی دادرسی کی جائے گی جو پگھلے ہوئے تانبے کی طرح چہروں کو بھون ڈالے گا۔ (ان کے پینے کا) پانی بھی بُرا اور آرام گاہ بھی بُری۔

اور جنت، دوزخ اس وقت بھی موجود ہیں اور ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے۔ کبھی فنا نہیں ہوں گے۔ فرمایا:

"وَمَنْ یُّؤْمِنْ بِاللّٰہِ وَیَعْمَلْ صَالِحًا یُّدْخِلْہُ جَنّٰتٍ
تَجْرِیْ مِنْ تَحْتِھَا الْاَنْھٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ؕ قَدْ اَحْسَنَ
اللّٰہُ لَہٗ رِزْقًا" ۱۱ / ۶۵

اور جو شخص ایمان لائے گا اور نیک عمل کرے گا (اللہ) ان کو باغہائے بہشت میں داخل کرے گا جن کے نیچے نہریں بہہ رہی ہیں۔ ہمیشہ ان میں رہیں گے اللہ نے ان کا رزق خوب بنایا ہے۔

"اِنَّ اللّٰہَ لَعَنَ الْکٰفِرِیْنَ وَاَعَدَّ لَھُمْ سَعِیْرًا ۙ
خٰلِدِیْنَ فِیْھَآ اَبَدًا ۚ لَا یَجِدُوْنَ وَلِیًّا وَّلَا نَصِیْرًا ۚ یَوْمَ
تُقَلَّبُ وُجُوْھُھُمْ فِی النَّارِ یَقُوْلُوْنَ یٰلَیْتَنَآ اَطَعْنَا

اللہ وَ اَطَعْنَا الرَّسُوْلَا" ۶۴، ۶۵، ۶۶/۳۳

بے شک اللہ نے کافروں پر لعنت کی ہے اور ان کے لیے بھڑکتی ہوئی آگ (جہنم) تیار کر رکھی ہے۔ اس میں ہمیشہ ہمیشہ رہیں گے نہ کسی کو دوست پائیں گے نہ مددگار۔ جس دن ان کے چہرے آگ میں الٹائے جائیں گے، کہیں گے، اے کاش! ہم اللہ کی فرماں برداری کرتے اور رسولؐ کا حکم مانتے۔

اور ہم ان سب لوگوں کے جنتی ہونے کی شہادت دیتے ہیں جن کے لیے کتاب وسنت نے نام لے کر یا اوصاف ذکر کر کے جنت کی شہادت دی ہے۔

جن کے نام لے کر انہیں جنت کی شہادت ملی ہے ان میں ابوبکر صدیق حضرت عمر، حضرت عثمان، حضرت علی رضی اللہ عنہم کے علاوہ کچھ اور حضرات بھی شامل ہیں۔ جن کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعیین فرمائی۔

اور اہلِ جنت کے اوصاف کے اعتبار سے ہر مومن اور متقی کے لیے جنت کی شہادت ہے۔

اور اسی طرح ہم ان سب لوگوں کے جہنمی ہونے کی شہادت دیتے ہیں جن کے نام لے کر یا اوصاف ذکر کر کے کتاب وسنّت نے انہیں جہنمی قرار دیا ہے۔ چنانچہ ابولہب، عمرو بن لحی اور اس قماش کے لوگوں کو نام لے کر جہنمی قرار دیا گیا ہے اور اہل جہنم کے اوصاف کے اعتبار سے ہر کافر اور مشرک اور منافق کے لئے جہنم کی شہادت ہے۔

اور ہم قبر کی آزمائش و ابتلاء پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ اس سے مراد وہ سوالات ہیں جو میت سے اس کے رب، دین اور نبی کے بارے میں ہوں گے۔

پھر

"یُثَبِّتُ اللّٰهُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَ فِی الْاٰخِرَةِ" الآیۃ ۱۴/۲۷

اللہ مومنوں کو پکی بات پر دنیا کی زندگی میں بھی ثابت قدم رکھتا ہے اور آخرت میں بھی (رکھے گا)

مومن تو کہے گا کہ میرا رب اللہ، میرا دین اسلام اور میرے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

مگر کافر اور منافق جواب دیں گے۔

میں نہیں جانتا۔ میں تو جو کچھ لوگوں کو کہتے سنتا، کہہ دیتا تھا۔

ہمارا ایمان ہے کہ قبر میں مومنوں کو نعمتوں سے نوازا جائے گا۔

"اَلَّذِیْنَ تَتَوَفّٰهُمُ الْمَلٰٓئِكَةُ طَیِّبِیْنَ یَقُوْلُوْنَ سَلٰمٌ عَلَیْكُمُ ادْخُلُوا الْجَنَّةَ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ" ۱۶/۳۲

جب فرشتے ان کی جانیں نکالنے لگتے ہیں اور یہ (کفر و شرک سے) پاک ہوتے ہیں۔ سلام کہتے ہیں (اور کہتے ہیں کہ) جو عمل تم کیا کرتے تھے ان کے سبب بہشت میں داخل ہو جاؤ۔

اور ظالموں اور کافروں کو قبر میں عذاب ہوگا۔ فرمایا،

"وَلَوْ تَرَىٰ إِذِ الظَّٰلِمُونَ فِي غَمَرَاتِ الْمَوْتِ وَالْمَلَٰئِكَةُ بَاسِطُوا أَيْدِيهِمْ أَخْرِجُوا أَنفُسَكُمُ ۖ الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ عَذَابَ الْهُونِ بِمَا كُنتُمْ تَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ غَيْرَ الْحَقِّ وَكُنتُمْ عَنْ آيَاتِهِ تَسْتَكْبِرُونَ" ٦/٩٣

اور کاش تم ظالم لوگوں کو اس وقت دیکھو جب موت کی سختیوں میں (مبتلا) ہوں اور فرشتے (ان کی طرف عذاب کے لیے) ہاتھ بڑھا رہے ہوں کہ اپنی جانیں نکالو۔ آج تم کو ذلت کے عذاب کی سزا دی جائے گی اس لیے کہ تم اللہ پر جھوٹ بولا کرتے تھے اور اس کی آیات سے سرکشی کرتے تھے۔

اور اس بارے میں بہت ساری احادیث بھی اہلِ علم کے ہاں معروف ہیں۔ سو اہلِ ایمان پر فرض ہے کہ ان غیبی امور کے متعلق جو کچھ کتاب وسنت میں آیا ہے۔ اس پر بلا چون وچرا ایمان لائیں اور دنیا کے مشاہدات پر قیاس کر کے ان سے معارضہ اور اختلاف نہ کریں کہ اُخروی امور کا دنیوی امور پر قیاس درست نہیں کیونکہ دونوں کے درمیان بڑا اور واضح فرق ہے۔

واللہ المستعان

فصل ہفتم

تقدیر پر ایمان

اور ہم تقدیر کے خیر وشر پر ایمان رکھتے ہیں اور وہ کائنات کے بارے میں پہلے سے اللہ کے علم اور تقاضا حکمت کے عین مطابق ہے۔

اور مراتب تقدیر چار ہیں۔

پہلا مرتبہ ــــــــ علم

ہمارا ایمان ہے کہ اللہ ہر چیز کے بارے میں جو ہو چکا ہے اور جو ہو گا اور جس طرح ہو گا سب کچھ اپنے ازلی اور ابدی علم کے ذریعے جانتا ہے۔ اس کا علم نو پید نہیں ہے، جو بے علمی کے بعد حاصل ہوا ہو اور نہ ہی اسے علم کے بعد نسیان لاحق ہوتا ہے (یعنی نہ اس کے علم کی کوئی ابتدا ہے اور نہ ہی انتہا)

دوسرا مرتبہ ــــــــ کتابت

ہمارا ایمان ہے کہ قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے اللہ نے لوح محفوظ میں لکھ رکھا ہے۔ فرمایا:

"اَلَمْ تَعْلَمْ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِى السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ"

اِنَّ ذٰلِکَ فِیْ کِتٰبٍ ؕ اِنَّ ذٰلِکَ عَلَی اللّٰہِ یَسِیْرٌ " ۷۰/۲۲

کیا تم نہیں جانتے کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اللہ اس کو جانتا ہے (یہ سب کچھ) کتاب میں (لکھا ہوا) ہے۔ یہ سب اللہ کے لیے آسان ہے۔

تیسرا مرتبہ ـــــــــ مشیّت

ہمارا ایمان ہے کہ جو آسمان و زمین میں ہے سب اللہ کی مشیت کا تقاضا ہے کوئی چیز اس کی مشیت کے بغیر نہیں ہوتی۔ اللہ تعالی جو چاہتا ہے وہ ہو جاتا ہے اور جو نہیں چاہتا وہ نہیں ہوتا۔

چوتھا مرتبہ ـــــــــ تخلیق

ہمارا ایمان ہے کہ

" اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ وَّ ھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ وَّکِیْلٌ ۔ لَہٗ مَقَالِیْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ "

۶۲، ۳۹/۶۳

اللہ تعالیٰ ہی ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے اور وہی ہر چیز کا نگران ہے۔ اس کے پاس آسمانوں اور زمین کی کنجیاں ہیں۔

اور ان مراتب تقدیر میں وہ سب کچھ شامل ہے جو خود ذات باری تعالی کی طرف سے ہوتا ہے اور جو بندوں کی طرف سے ہوتا ہے سو بندوں سے جو بھی

اقوال وافعال صادر ہوتے ہیں یا جن کاموں کو وہ ترک کر دیتے ہیں وہ سب کے سب اللہ کے علم میں، اس کے پاس لکھے ہوئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی مشیت نے ان کا تقاضا کیا اور اللہ نے انہیں پیدا فرمایا۔

"لِمَنْ شَآءَ مِنْكُمْ اَنْ يَّسْتَقِيْمَ ٥ وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ" ۲۸، ۸۱/۲۹

(یعنی) اس کے لیے جو تم میں سے سیدھی چال چلنا چاہے اور تم کچھ بھی نہیں چاہ سکتے مگر وہی جو اللہ رب العلمین چاہے۔

"وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا اقْتَتَلُوْا وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَفْعَلُ مَا يُرِيْدُ" ۲/۲۵۳

اور اگر اللہ چاہتا تو یہ لوگ باہم جنگ وقتال نہ کرتے لیکن اللہ جو چاہتا ہے کرتا ہے۔

"وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ مَا فَعَلُوْهُ ۔ فَذَرْهُمْ وَمَا يَفْتَرُوْنَ" ۶/۱۳۷

اور اگر اللہ چاہتا تو وہ ایسا نہ کرتے تو ان کو چھوڑ دے کہ وہ جانیں اور ان کا جھوٹ۔

"وَاللّٰهُ خَلَقَكُمْ وَمَا تَعْمَلُوْنَ" ۳۷/۹۶

حالانکہ تم کو اور جو تم کرتے ہو اس کو اللہ ہی نے پیدا کیا ہے۔

لیکن اس کے ساتھ ساتھ ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بندے کو اختیار اور قدرت سے نوازا ہے۔ بندہ جو کرتا ہے اس اختیار اور قدرت

کی بنا پر ہی کرتا ہے۔

اور کئی امور اس بات کی دلیل ہیں کہ بندے کا فعل اس کے اختیار اور قدرت سے ظہور پذیر ہوتا ہے۔

۱۔ ارشاد باری تعالیٰ:

"فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ" الآیۃ ۲/۲۲۳

اپنی کھیتی میں جس طرح چاہو جاؤ۔

اور فرمایا:

"وَلَوْ أَرَادُوا الْخُرُوجَ لَأَعَدُّوا لَهُ عُدَّةً" الآیۃ ۹/۴۶

اور اگر وہ نکلنے کا ارادہ کرتے تو اس کے لیے سامان تیار کرتے۔

پہلی آیت میں "اتیان" (آنے) کو بندے کی مشیت کے ساتھ اور دوسری آیت میں "اعداد" (تیاری) کو اس کے ارادے پر موقوف رکھا ہے۔

۲۔ بندے کو اللہ نے اوامر ونواہی کا مکلف ٹھہرایا ہے، اگر اس کے پاس اختیار و قدرت نہ ہوتی تو یہ تکلیف مالایطاق ہوتی۔ اور یہ ایک ایسی بات ہے جو اللہ کی حکمت، رحمت اور اس کی طرف سے موصول ہونے والی سچی خبر کے منافی ہے۔ جب کہ اس کا فرمان ہے:

"لَا يُكَلِّفُ اللَّهُ نَفْسًا إِلَّا وُسْعَهَا" ۲/۲۸۶

اللہ تعالیٰ کسی شخص کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔

۳۔ نیکوکار کی نیکی پر ستائش بدکار کی بدکاری پر مذمت اور دونوں کو ان کے حسب استحقاق بدلے کا وعدہ بھی اس بات کی دلیل ہے کہ بندہ مجبور نہیں، بلکہ

مختار ہے ۔

اگر بندے کا فعل اس کے اختیار اور ارادے سے صادر نہ ہوتا ہو تو نیکوکار کی مدح سرائی، فضول اور بُرے کی سزا اس پر ظلم ہے اور اللہ تعالیٰ فضول کاموں اور ظلم سے پاک ہے ۔

۴ ۔ اللہ تعالیٰ نے رسول مبعوث فرمائے جن کا مقصد یہ ہے کہ ،

"مُبَشِّرِيْنَ وَمُنْذِرِيْنَ لِئَلَّا يَكُوْنَ لِلنَّاسِ عَلَى اللّٰهِ حُجَّةٌۢ بَعْدَ الرُّسُلِ" الآیۃ ۴/۱۶۵

(سب) پیغمبروں کو (اللہ نے) خوشخبری سنانے والے اور ڈرانے والے (بنا کر بھیجا تھا) تاکہ پیغمبروں کے آنے کے بعد لوگوں کو اللہ کے سامنے دلیل دینے کا موقع نہ رہے ۔

اور اگر بندے کا عمل اس کے اختیار و ارادہ میں نہ ہوتا تو رسول بھیجنے سے اس کی حجت باطل نہ ہوتی ۔

۵ ۔ ہر کام کرنے والا شخص کام کرتے یا اسے چھوڑتے وقت اپنے آپ کو ہر طرح کے جبر و اکراہ سے آزاد محسوس کرتا ہے ۔

انسان محض اپنے ارادہ سے اٹھتا، بیٹھتا، آتا جاتا اور سفر و حضر اختیار کرتا ہے اسے کوئی شعور و احساس نہیں ہوتا کہ کوئی اسے اس پر مجبور کر رہا ہے بلکہ فی الواقع وہ ان امور میں جو اپنے اختیار سے یا کسی کے مجبور کرنے سے کرتا ہے فرق کر سکتا ہے ۔ ایسے ہی شریعت نے بھی احکام کے

اعتبار سے ان دونوں قسم کے افعال و اعمال میں فرق کیا ہے۔

چنانچہ انسان حقوق اللہ سے متعلق جو کام مجبور ہو کر کر گزرے اس پر کوئی مؤاخذہ نہیں ہے۔

ہمارا عقیدہ ہے کہ گنہ گار کو اپنی معصیت پر تقدیر سے حجت پکڑنے کا کوئی حق نہیں ہے کیوں کہ وہ معصیت کا اقدام کرتے وقت با اختیار ہوتا ہے اور اسے اس کے متعلق کوئی علم نہیں ہوتا کہ اللہ نے اس کے لیے یہی مقدر کر رکھا ہے کیونکہ کسی امر کے واقع ہونے سے قبل تو اللہ کی تقدیر کو کوئی نہیں جان سکتا۔

"وَمَا تَدْرِي نَفْسٌ مَّاذَا تَكْسِبُ غَدًا" ۳۱/۳۴

اور کوئی شخص نہیں جانتا کہ کل وہ کیا کرے گا۔

پھر جب انسان کوئی اقدام کرتے وقت ایک حجت کو جانتا ہی نہیں، تو پھر عذر پیش کرتے وقت اس سے دلیل کیونکر پکڑ سکتا ہے اور بلاشک اللہ تعالیٰ نے اس حجت کو باطل قرار دیا ہے۔ فرمایا:

"سَيَقُولُ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَاءَ اللَّهُ مَا أَشْرَكْنَا وَلَا آبَاؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن شَيْءٍ ۚ كَذَٰلِكَ كَذَّبَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ حَتَّىٰ ذَاقُوا بَأْسَنَا ۗ قُلْ هَلْ عِندَكُم مِّنْ عِلْمٍ فَتُخْرِجُوهُ لَنَا ۖ إِن تَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ أَنتُمْ إِلَّا تَخْرُصُونَ"

۶/۱۴۸

جو لوگ شرک کرتے ہیں وہ کہیں گے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا تو ہم شرک نہ کرتے

اور نہ ہمارے باپ دادا (شرک کرتے) اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے، اسی طرح ان لوگوں نے تکذیب کی تھی جو ان سے پہلے تھے۔ یہاں تک کہ ہمارے عذاب کا مزہ چکھ کر رہے۔ کہہ دو کیا تمہارے پاس کوئی سند ہے۔ (اگر ہے) تو اسے ہمارے سامنے نکالو۔ تم محض خیال کے پیچھے چلتے اور اٹکل کے تیر چلاتے ہو۔

- نیز ہم تقدیر کو بنیاد بنا کر معصیت کا ارتکاب کرنے والوں سے کہیں گے

آپ نیکی اور اطاعت کا اقدام کیوں نہیں کرتے۔ یہ فرض کرتے ہوئے کہ اللہ نے آپ کی یہی تقدیر لکھی ہوئی ہے۔ اطاعت اور معصیت میں اس اعتبار سے کوئی فرق نہیں ہے۔ بلکہ فعل صادر ہونے سے پہلے لاعلمی میں آپ کے لیے دونوں برابر ہیں۔ اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب صحابہ کرام کو یہ خبر دی کہ تم میں ہر ایک کا جنت اور جہنم دونوں میں ٹھکانہ مقرر کر دیا گیا ہے تو انہوں نے عرض کی کہ آیا ہم عمل ترک کر کے اسی پر اعتماد نہ کر لیں آپ نے فرمایا نہیں کیوں کہ جس کو جس ٹھکانے کے لیے پیدا کیا گیا ہے اسی کے اعمال کی توفیق اسے میسر آتی ہے۔

نیز اپنی معصیت پر تقدیر سے حجت پکڑنے والے سے کہیں گے کہ اگر آپ کا مکہ کے لیے سفر کا ارادہ ہو، اور اس کے دو راستے ہوں، آپ کو کوئی قابلِ اعتماد آدمی خبر دے کہ ایک راستہ ان میں سے خطرناک اور تکلیف دہ ہے۔ دوسرا آسان اور پُرامن ہے تو یقیناً آپ دوسرا راستہ ہی اختیار کریں گے اور ناممکن ہے کہ یہ کہتے ہوئے پہلے پر خطر راستے

پر چل نکلیں کہ میری تقدیر میں یہی لکھا ہوا ہے۔ اگر آپ ایسا کریں گے تو آپ کا شمار دیوانوں میں ہوگا۔

♦ نیز ہم اس سے یہ بھی کہیں گے کہ:

اگر آپ کو دو ملازمتوں کی پیش کش کی جائے ان میں سے ایک کا مشاہرہ زیادہ ہو تو آپ کم تنخواہ کی بجائے زیادہ تنخواہ والی ملازمت اختیار کریں گے تو پھر عملِ آخرت کے سلسلے میں آپ کیوں کر ادنیٰ اجرت کو اختیار کرتے ہیں اور پھر تقدیر کو حجت بناتے ہیں۔

♦ اور ہم اس سے یہ بھی کہیں گے کہ:

جب آپ کسی جسمانی بیماری کا شکار ہوتے ہیں تو اپنے علاج کے لیے ہر ڈاکٹر کے دروازے پر دستک دیتے ہیں۔ آپریشن کی تکلیف اور کڑوی دوا پورے صبر سے برداشت کرتے ہیں تو پھر اپنے دل پر مرضِ معصیت کے حملے کی صورت میں آپ ایسا کیوں نہیں کرتے۔

اور ہمارا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کمالِ رحمت و حکمت کے پیش نظر شر کی نسبت اس کی طرف نہیں کی جاتی۔ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ" رواہ مسلم۔ اور شر تیری طرف منسوب نہیں ہے۔

فی نفسہ اللہ کی قضا میں کبھی شر نہیں ہو سکتا کیوں کہ وہ اس کی رحمت و حکمت سے صادر ہوتی ہے۔ بلکہ اس کے مقتضیات و نتائج میں شر ہوتا ہے (جو بندوں سے صادر ہوتے ہیں)

حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دعاءِ قنوت تعلیم فرمائی اس میں آپ کا ارشاد ہے ،

"وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ"

مجھے اپنی فیصلہ کردہ چیز کے شر سے محفوظ رکھ ۔

اس میں شر کی اضافت مقتضیٰ یعنی قضا کے نتیجہ کی طرف ہے اور پھر مقتضیات ونتائج میں بھی محض اور خالص شر نہیں ۔۔۔ ہے بلکہ وہ بھی ایک اعتبار سے شر ہوتا ہے تو دوسرے اعتبار سے خیر ۔ نیز ایک مقام پر وہ شر نظر آتا ہے تو دوسرے مقام پر وہی خیر محسوس ہوتی ہے ۔

مثلاً خشک سالی ، بیماری ، فقیری اور خوف وغیرہ تمام چیزیں فساد فی الارض ہیں لیکن دوسرے مقام اور نقطۂ نظر سے یہی چیزیں خیر و بھلائی ہیں ۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے ۔

"ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ لِيُذِيقَهُمْ بَعْضَ الَّذِي عَمِلُوا لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُونَ" ۳۰/۴۱

خشکی اور تری میں لوگوں کے اعمال کے سبب فساد پھیل گیا ہے تاکہ اللہ ان کو ان کے بعض اعمال کا مزہ چکھائے ۔ عجب نہیں کہ وہ باز آجائیں ۔

اور چور کو ہاتھ کاٹنے کی سزا ، شادی شدہ بدکار کو رجم (سنگساری) کی سزا چور اور زانی کے لیے تو شر ہے کیوں کہ ایک کا ہاتھ ضائع ہوتا اور دوسرے کی جان جاتی ہے لیکن ایک اعتبار سے تو یہ ان کے لیے بھی خیر ہے کہ گناہوں

کا ازالہ ہوتا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے لیے دنیا و آخرت کی سزا جمع نہیں فرماتے
اور دوسرے مقام پر یہ اس اعتبار سے خیر ہے کہ اس سے لوگوں کے
مالوں، عزتوں اور نسبوں کی حفاظت ہوتی ہے۔

فصل ہشتم

اس عقیدے کے ثمرات و فوائد

ان عظیم الشان اصول و قواعد پر مشتمل یہ بلند پایہ عقیدہ اپنے معتقد کے لیے بہت سے جلیل القدر ثمرات و نتائج کا حامل ہے۔

چنانچہ ذاتِ باری تعالیٰ اور اس کے اسماء و صفات پر ایمان سے بندے کے دل میں اللہ کی محبت و تعظیم پیدا ہوتی ہے جس کے نتیجہ میں وہ اوامرِ الٰہی پر کاربند رہتا اور نواہی سے احتراز کرتا ہے۔ اللہ کے احکام پر کاربند رہنا اور منہیات سے اجتناب ہی فرد اور معاشرے کے لیے دنیا و آخرت میں کمالِ سعادت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"مَنْ عَمِلَ صَالِحًا مِّنْ ذَكَرٍ اَوْ اُنْثٰى وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهٗ حَيٰوةً طَيِّبَةً ۚ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ اَجْرَهُمْ بِاَحْسَنِ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ" ۱۶/۹۷

جو شخص نیک اعمال کرے گا مرد ہو یا عورت اور وہ مومن بھی ہوگا تو ہم اس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے۔ اور (آخرت میں)

ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔

ایمان بالملائکہ کے ثمرات و فوائد:

۱۔ ان کے خالق کی عظمت، قوت اور غلبہ کا علم۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں کے ساتھ خصوصی عنایت پر اس کا شکریہ، جب کہ اس نے ان فرشتوں کو بندوں پر مقرر کر رکھا ہے جو ان کی حفاظت کرتے اور ان کے اعمال کو احاطۂ تحریر میں لاتے ہیں اور اس کے علاوہ دیگر مصالح بھی ان کے ذمے ہیں۔

۳۔ اس سے فرشتوں کے لیے محبت کے جذبات پیدا ہوتے ہیں کہ وہ اللہ کی عبادت باحسن و اکمل وجوہ بجالاتے اور مومنوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔

کتابوں پر ایمان کے ثمرات و فوائد:

۱۔ مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور خصوصی عنایت کا علم جب کہ اللہ تعالیٰ نے ہر قوم کے لیے ایک کتاب نازل فرمائی جو انہیں راہِ حق کی طرف راہنمائی کرتی ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت کا ظہور کہ اللہ نے ان کتابوں میں ہر امت کے لیے ان کے مناسبِ حال شریعت نازل کی اور ان میں سے آخری کتاب قرآن

عظیم ہے جو تا قیامت ہر زمان و مکان میں پوری مخلوق کے لیے موزوں ہے
۳۔ اس پر اللہ تعالیٰ کی نعمت کا شکریہ۔

اللہ تعالیٰ کے رسولوں پر ایمان کے ثمرات :

۱۔ اللہ تعالیٰ کی اپنی مخلوق کے ساتھ خصوصی رحمت و عنایت کا علم۔ جبکہ اس نے ہدایت و ارشاد کے لیے ان کی طرف قابلِ صد احترام رسول مبعوث فرمائے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کی اس نعمتِ کبریٰ پر اس کی شکر گزاری

۳۔ رسولوں کی محبت ان کی توقیر اور ان کے لائق شان مدح و ثناء، کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اور اس کے بندوں کا خلاصہ ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی عبادت، اس کی طرف سے پیغام رسانی، اس کے بندوں کی خیر خواہی کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا اور اس راستے میں پہنچنے والی تکلیف پر صبر کا مظاہرہ کیا۔

یوم آخرت پر ایمان کے ثمرات :

۱۔ اطاعت باری تعالیٰ کا انتہائی شوق، اس دن کے لیے حصولِ ثواب میں رغبت اور اس میں عذاب کے ڈر سے اللہ کی نافرمانی سے احتراز

۲۔ دنیا کی نعمتوں اور اس کے ساز و سامان میں سے جسے انسان حاصل نہیں

کر پانا، مومن کے لیے وجہ تسلی ہے کہ اسے اُخروی نعمتوں اور اجر وثواب کی صورت میں اس کے نعم البدل کی امید ہوتی ہے۔

تقدیر پر ایمان کے ثمرات :

۱۔ اسباب کو کام میں لاتے ہوئے اللہ تعالیٰ پر اعتماد کرنا۔ کیوں کہ سبب اور اس کا نتیجہ دونوں اللہ تعالیٰ کی قضاء و قدر پر موقوف ہیں۔

۲۔ طبعی راحت اور دلی اطمینان۔ کیوں کہ جب یہ معلوم ہو جاتا ہے کہ سب کچھ قضائے الٰہی کا نتیجہ ہے اور ناپسندیدہ امر بھی لامحالہ واقع ہونے والا ہے تو طبیعت ایک گونہ راحت محسوس کرنے لگتی ہے اور دل مطمئن ہو کر اپنے پروردگار کی قضا پر راضی ہو جاتا ہے۔ جو شخص تقدیر پر ایمان لے آتا ہے اس سے بڑھ کر آرام دہ زندگی، طبعی راحت، اور زیادہ اطمینان کسی کو حاصل نہیں ہوتا۔

۳۔ مقصد حاصل ہونے پر اپنے بارے میں خوش فہمی میں مبتلا نہ ہونا کیوں کہ اس نعمت کا حصول جناب باری تعالیٰ کی جانب سے اور تقدیر میں کامیابی و خیر کے اسباب کی بنا پر ہوا ہے۔ سو انسان اس پر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا کرتا اور خوش فہمی سے باز رہتا ہے۔

۴۔ کسی ناپسندیدہ چیز کے وقوع یا مقصد و مراد فوت ہونے پر بے چینی و اضطراب سے چھٹکارا۔ کیوں کہ وہ اس باری تعالیٰ کا فیصلہ ہے جو آسمانوں اور زمین کا بادشاہ ہے اور وہ بہر حال نافذ ہو کر رہے گا۔ تو آدمی اس

پر صبر کرتا ہے اور اجر و ثواب کا طلب گار رہتا ہے۔
اور درج ذیل ارشاد باری تعالیٰ میں اسی کی طرف اشارہ ہے۔

"مَآ اَصَابَ مِنْ مُّصِيْبَةٍ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِيْٓ اَنْفُسِكُمْ اِلَّا فِيْ كِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ اَنْ نَّبْرَاَهَا ۭ اِنَّ ذٰلِكَ عَلَى اللّٰهِ يَسِيْرٌ ، لِّكَيْلَا تَاْسَوْا عَلٰي مَا فَاتَكُمْ وَلَا تَفْرَحُوْا بِمَآ اٰتٰىكُمْ ۭ وَاللّٰهُ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرِ" ۲۲، ۲۳/ ۵۷

کوئی مصیبت ملک پر یا خود تم پر نہیں پڑتی مگر پیشتر اس کے کہ ہم اس کو پیدا کریں ایک کتاب میں (لکھی ہوئی) ہے۔ بلاشک یہ اللہ کو آسان ہے تاکہ جو کچھ تم سے فوت ہو گیا ہو اس کا غم نہ کھایا کرو اور جو تم کو اس نے دیا ہو اس پر اترایا نہ کرو۔ اور اللہ کسی اترانے اور شیخی بگھارنے والے کو پسند نہیں فرماتا۔

ہم اللہ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ ہمیں اس عقیدہ پر ثابت قدم رکھے اس کے فوائد و ثمرات سے بہرہ ور فرمائے اور اپنے مزید فضل سے نوازے اور جب اس نے ہمیں ہدایت مرحمت فرمائی ہے تو اب ہمارے دلوں کو ہر طرح کی کج روی سے محفوظ رکھے اور اپنی طرف سے رحمت عنایت فرمائے کہ وہ بے تحاشا عنایت فرمانے والا ہے۔

والحمد لله رب العلمين. وصلى الله تعالى على نبينا محمد و
على آله وأصحابه والتابعين لهم بإحسان.

محمد صالح العثيمين

٣٠ شوال سنة ١٤٠٤هـ

ہم وہی اسلام چاہتے ہیں جس کا عملی نمونہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے پیش کیا ہے۔

جمعیۃ اہل حدیث جموں وکشمیر

ایک مرتبہ کسی شخص نے امام ابوحنیفہؒ سے معلوم کیا کہ آپ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرتے ہیں؟

امام ابوحنیفہؒ نے جواب دیا:

"ایسے شخص پر اللہ تعالیٰ کی لعنت ہو جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کی مخالفت کرے۔ اللہ تعالیٰ نے ان ہی کے ذریعہ تو ہمیں عزت بخشی ہے اور ان ہی کے باعث عذاب جہنم سے بچایا ہے۔"

(الانتقاء لابن عبد البر ص ۱۴۰، ۱۴۱)